آدابِ زندگی

چار کتابوں کا مجموعہ

حقوق الاسلام	حقوق الوالدین
آداب المعاشرت	اغلاط العوام

مولانا اشرف علی تھانوی

اسلامک بک سروس

آدابِ زندگی

چار کتابوں کا مجموعہ

حقوق الاسلام	حقوق الوالدین
آداب المعاشرت	اغلاط العوام

مصنفہ

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اسلامک بک سروس

بار اوّل ________ ۱۹۸۹
باہتمام ________ عبدالمعین
تعداد ________ ۲۰۰۰
مطبوعہ ________ جید پریس۔ دہلی ۶
قیمت ________ روپے

ناشر:

اسلامک بک سروس
۲۲۴۱۔ کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی ۲

فہرست مضامین آدابِ زندگی

عرضِ ناشر

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں مجدد اور حکیم الامت بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر اُمت مسلمہ کی اصلاح کے کام میں صرف فرما دی۔ دین و دنیا کا کون سا گوشہ ہے جس میں آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی نہیں فرمائی ؟

حضرتؒ کی بے شمار تصانیف جو اسلامی تہذیب و تمدن عبادات و معاملات معاشرت و معیشت غرض ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ہیں۔ آپ نے جہاں انتہائی علمی اور تحقیقی موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ وہیں ایسی ہلکی پھلکی اور عام فہم تصانیف بھی آپ کی زندہ جاوید یادگار ہیں۔ کہ جن سے ایک عام اور کم پڑھا لکھا آدمی بھی پوری طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب بھی حضرتؒ کی چار مختصر لیکن نہایت جامع مفید اور عام فہم مندرجہ ذیل رسائل پر مشتمل ہے۔

(۱) حقوق الاسلام (۲) حقوق والدین

(۳) آداب المعاشرت (۴) اغلاط العوام

یہ کتاب انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت ثابت ہو گی۔ ضرورت ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں اسکو پہنچایا جائے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے

آمین

احقر محمد رضی عثمانی ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا

حقوق الاسلام

مصنفہ

مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح

اس رسالہ میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کے کیا حقوق ہیں اور چھوٹوں بڑوں کے عزیز و اقارب، کے اور دوستوں کے کیا کیا حقوق ہیں۔

*

حقوق الاسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ الذی شرفنا فی کتابہ بقولہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد الذی ایقظنا بقولہ من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او مالہ فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درھم الی یوم الفصل وعلی آلہ واصحابہ الذین وصلوا کل فرع الی الاصل

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ نقلاً وعقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے، جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے۔ اور بندوں کے حقوق میں سے بعض دینی ہیں اور بعض دنیوی، پھر دنیوی میں بعضے حقوق اقارب کے ہیں۔ بعض اجانب کے اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں۔ بعض عام مسلمانوں کے، بعض اپنے سے بڑوں کے ہیں۔ بعض چھوٹوں کے، بعض مساوی درجہ والوں کے وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

اور بوجہ لاعلمی کے اکثر لوگوں کو بعضے حقوق کی اطلاع بھی نہیں اور بعض کو بوجہ بدعملی اُن کے ادا کرنے کا اہتمام نہیں، اس لیے دل نے چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے۔ تو امید فائدہ کی ہے۔ چونکہ قاضی

ثناء اللہ صاحب رحؒ کا رسالہ "حقیقت الاسلام" جس کا حوالہ احقر نے فروع الایمان میں دیا ہے۔ اس مضمون میں کافی دوافی تھا۔ اس لئے اسی کا خلاصہ کر دینا کافی سمجھا گیا۔ البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بضرورت بڑھائے گئے ہیں۔ اب اللہ تعالےٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اور اس کا نام "حقوق الاسلام" رکھتا ہوں۔ اور اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

*

اللہ تعالیٰ کے حقوق

سب سے اوّل بندہ کے ذمہ اللہ جل شانہ کا حق ہے۔ جس نے طرح طرح کی نعمتیں ایجادؔ و ابقا کی عنایت فرمائیں۔ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے۔ ہدایت پر عمل کرنے کے صلہ میں طرح طرح کی نعمتوں کی امید دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) ذات وصفات کے متعلق موافق قرآن وحدیث کے اپنا اعتقاد رکھے۔ (۲) عقاید واعمال و معاملات واخلاق میں جو اُن کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے۔ اور جو اُن کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس کو ترک کرے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کو سب کی رضا ومحبت پر مقدم رکھے۔ (۴) جس سے محبت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغؔ کرے سب اللہ کے واسطے کرے۔

ے پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی ۱۲ محمد شفیع - ۲- ترک احسان ۱۲ اش

پیغمبروں کے حقوق

چونکہ ذات وصفات ومرضیات ونامرضیات الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرت انبیاء علیہ السلام کے ہوئی اور اُن کے پاس ملائکہ وحی لائے اس طرح بہت سے دنیوی منافع ومضار بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے دریافت ہوئے اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور باذن الٰہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔ اس لئے حضرات انبیاء علیہم السلام وحضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق حق تعالےٰ کے حق میں داخل ہو گیا۔ بالخصوص سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب سے زاید ہم پر ہے اس لیے آپ کا حق بھی سب سے زاید ہے۔

وہ چند حقوق یہ ہیں۔ (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے۔ (۲) تمام احکام میں آپ کی اطاعت کرے۔ (۳) آپ کی عظمت اور محبت کو دل میں جگہ دے۔ (۴) اور آپ پر صلوٰۃ پڑھا کرے۔

حضرات ملائکہ علیہم السلام کے یہ حقوق ہیں۔ (۱) اُن کے وجود کا اعتقاد رکھے۔ (۲) اُن کو گناہوں سے پاک سمجھے۔ (۳) جب اُن کا نام آئے علیہ السلام کہے۔ (۴) مسجد میں بدبودار چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں ریح صادر کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے اس سے احتیاط کرے۔ اور بھی جن امور سے ملائکہ کو تکلیف وتنفر ہو ان سے احتراز لازم سمجھے۔ مثلاً تصویر رکھنا

[1] جیسے کچا لہسن۔ پیاز۔ مولی۔ پان۔ تمباکو وغیرہ اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیا سلائی کھینچنے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔ اس سے بھی اجتناب کریں۔ ۱۲ محمد شفیع

یا بلا ضرورت شرعی کتا پالنا یا جھوٹ بولنا یا جنابت میں براہ سستی پڑا رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے، بلا ضرورت شرعی یا طبعی برہنہ ہونا گو خلوت میں ہو

صحابہؓ واہلِ بیتؓ کے حقوق

حضرات صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلّق ہے اس لئے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) ان حضرات کی اطاعت کرے۔ (۲) ان حضرات سے محبت رکھے۔ (۳) ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھے۔ (۴) ان کے محبینؓ[1] سے محبت اور مبغضینؓ[2] سے بغض رکھے۔

علماء اور مشائخ کے حقوق

چونکہ علماء ظاہر و باطن سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وارث اور مسند نشین ہیں۔ اس لئے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) فقہائے مجتہدین وعلمائے محدثین واساتذہ ومشائخ طریقت ومصنفین دینیات کے لئے دعا خیر کرتا رہے۔ (۲) حسبِ قاعدہ شرعی ان کا اتباع کرے۔ (۳) جو ان میں زندہ ہوں ان سے تعظیم اور محبت سے پیش آئے۔ ان سے بغض ومخالفت نہ کرے۔ (۴) حسب وسعت وضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتا رہے۔

۱۔ محبت رکھنے والے۔ ۱۲ ۲۔ بغض وعداوت رکھنے والے ۱۲

والدین کے حقوق

یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے، اس لیئے اُن کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں۔ ان کا حق شرعاً ثابت ہے۔ مثلاً ماں باپ کہ ایجاد اور پرورش اُن کی توسط سے ہوتی ہے اُن کے حقوق یہ ہیں۔ (۱) اُن کو ایذا نہ پہنچائے اگرچہ اُن کی طرف سے کوئی زیادتی ہو۔ (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم کرے۔ (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے۔ (۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق

(۱) ان کے لئے دعا مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نوافل و صدقات مالیہ کا ان کو پہنچاتا رہے۔ (۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمت بدنی و حسن اخلاق سے پیش آئے۔ (۳) اُن کے ذمہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرے۔ (۴) گاہ گاہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔

دادا، دادی۔ نانا۔ نانی کے حقوق

دادا، دادی، نانا نانی، کا حکم شرعاً مثلِ ماں باپ کے ہے۔ پس اُن کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیئے۔ اس طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث[1] میں اس طرف اشارہ آیا ہے۔

---

[1] هل لك من خالة: "الوا عطيتها اخوالك ان عم الرجل صنو ابيه"

اولاد کے حقوق

جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں۔ اسی طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں۔ (۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ اولاد اچھی پیدا ہو۔ (۲) بچپن میں محبت کے ساتھ ان کو پرورش کرنا کہ اولاد کو پیار کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔ بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، اُن کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر انّا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق اور دیندار انّا تلاش کرنا کہ دودھ کا اثر بچہ کے اخلاق میں آتا ہے۔ (۳) ان کو علم دین وادب سکھلانا۔ (۴) جب نکاح کے قابل ہوں ان کا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاح ثانی ہونے تک اس کو اپنے گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارف ضروریہ کا برداشت کرنا۔

دودھ پلانے والی انّا کے حقوق

انّا بھی بوجہ دودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے۔ اس کے حقوق بھی وارد ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) اس کے ساتھ ادب وحرمت سے پیش آنا۔ (۲) اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو تو اس سے دریغ نہ کرنا، (۳) اگر میسر ہو تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اس کو خدمت کے لیے دینا۔ (۴) اس کا شوہر چونکہ اس کا مخدوم ہے اور یہ اس کی مخدومہ ہے۔ تو اس کے شوہر کو مخدوم المخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چونکہ باپ کے قرین ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے تحت جو ذکر ہوا وہ کافی ہے۔

بہن بھائی کے حقوق

حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان میں باہمی حقوق ویسے ہی ہوں گے جیسے مابین والدین و اولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیے۔

رشتہ داروں کے حقوق

اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر کفالت ان کے نان و نفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور محارم کا نان و نفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے (۲) گاہ بگاہ اُن سے ملتا رہے (۳) اُن سے قطع قرابت نہ کرے، بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے (۴) اگر کوئی قریب محرم اس کی ملک میں آجائے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔

استاد اور پیر کے حقوق

استاد اور پیر چونکہ باعتبار تربیت باطنی کی مثل باپ کے ہیں اس

لئے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہیے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ۔ لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات سادات کرام کا اکرام و احترام بھی معلوم کرنا چاہیئے۔ اور چونکہ شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنے استاد کا شاگرد یا اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنے باپ کے ہوا۔ پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے قرآن مجید میں لصاحب بالجنب جو آیا ہے اس میں بھی داخل ہے۔

شاگرد اور مرید کے حقوق

چونکہ شاگرد و مرید بمنزلہ اولاد کے ہے۔ شفقت و دلسوزی میں، ان کا حق مثل حق اولاد کے ہے۔

زوجین کے حقوق

حقوق زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) اپنی وسعت کے موافق اس کے نان و نفقہ میں دریغ نہ کرے (۲) ان کو مسائل دینیہ سکھلاتا رہے اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے (۳) اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے۔ اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر و سکوت کرے۔ اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو توسط کا لحاظ رکھے۔ اور زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں (۱) اس کی اطاعت اور ادب و خدمت و دلجوئی و رضا جوئی پورے طور سے بجا لائے۔ البتہ غیر مشروع امر میں عذر کر دے۔ (۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے (۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے۔ (۴) اس

کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

حاکم اور محکوم کے حقوق

حاکم و محکوم کے حقوق میں حاکم ہیں بادشاہ و نائب بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم رعیت اور نوکر وغیرہ سب داخل ہیں۔ اور جہاں مالک و مملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔ حاکم کے ذمہ یہ حقوق ہیں۔ (۱) محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے۔ (۲) اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہو جائے عدل کی رعایت کرے۔ کسی جانب میلان نہ کرے۔ (۳) ہر طرح اُن کی حفاظت و آرام رسانی کی فکر میں رہے۔ دادخواہوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے۔ (۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے۔ کثرت سے معاف کر دیا کرے۔ اور محکوم کے ذمہ یہ حقوق۔ (۱) حاکم کی خیر خواہی و اطاعت کرے۔ البتہ خلافِ شرع امر میں اطاعت نہیں۔ (۲) اگر حاکم سے کوئی امر خلافِ طبع پیش آئے صبر کرے، شکایت و بدعا نہ کرے۔ البتہ اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرے۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کو نرم کر دیں ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے۔ (۳) اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گذاری کرے۔ (۴) براہ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے۔ اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں۔ غلاموں کا نان نفقہ بھی واجب ہے اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے۔ باقی محکومین آزاد ہیں

دائرہ حکومت میں رہنے تک حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔

سسرالی عزیزوں کے حقوق

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے وبہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر ہوتا ہے۔ اس لئے ان تعلقات میں بھی رعایتِ احسان و اخلاق کے کسی قدر خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔ اصبہانی نے ترغیب وترہیب میں بروایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حقوق نقل کئے ہیں۔ (۱) بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کرے۔ (۲) اس کے رونے پر رحم کرے۔ (۳) اس کے عیب کو ڈھانکے۔ (۴) اس کے عذر کو قبول کرے۔ (۵) اس کی تکلیف کو دور کرے۔ (۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔ (۷) اس کی حفاظت ومحبت کرے (۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے۔ (۹) بیمار ہو تو عیادت کرے (۱۰) مرجائے تو جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۱) اس کی دعوت قبول کرے۔ (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (۱۳) اس کے احسان کے مکافات کرے۔ (۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے۔ (۱۶) اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے۔ (۱۷) اس کی حاجت

روائی کرے۔ (۱۸) اس کی درخواست کو سُنے۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرے (۲۰) اس کی مراد سے نا امید نہ کرے۔ (۲۱) وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے (۲۲) اس کی گمشدہ چیز کو اس کے پاس پہنچادے۔ (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔ (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے (۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کردے۔ (۲۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے۔ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو روک دے۔ (۲۸) اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ (۲۹) اس کو رسوا نہ کرے۔ (۳۰) جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں۔ (۳۱) ملاقات کیوقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔ (۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے۔ (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ (۳۴) اس پر حسد و بغض نہ کرے۔ (۳۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر امکان کرے۔ (۳۶) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے اُن میں باہم صلاح کرادے (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹) اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ (۴۰) اگر سواری پر سوار نہ ہو سکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا لگادے۔ (۴۱) اس کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ (۴۲) تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ جن لوگوں کے

حقوق اوپر مذکور ہو چکے ہیں وہ حقوق خاص ہیں اور ان حقوق عام میں وہ بھی شریک ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق

اور جن میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو اس کے حقوق اور زائد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہمسایہ کہ اس کے حقوق یہ ہیں۔ (۱) اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے۔ (۲) اس کے اہل وعیال کی حفظ آبرو کرے۔ (۳) وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے، بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔ (۴) اس کو تکلیف نہ دے۔ اور خفیف خفیف امور میں اس سے نہ اُلجھے۔ اس کی رفع تکلیف کے واسطے شریعت نے اس کے لئے حق شفعہ ثابت کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ جیسے حضر ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں۔ یعنی رفیق سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیت ہو گئی ہو۔ حدیث میں ایک کو جار مقام دوسرے کو جار بادیہ فرمایا ہے۔ اس کا حق بھی مثل ہمسایہ حضر کے ہے اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے۔ بعض لوگ سفر ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں۔ یہ بہت بری بات ہے۔

یتیموں، ضعیفوں کے حقوق

اسی طرح جو دوسروں کا دست نگر ہو۔ جیسے یتیم و بیوہ یا عاجز وضعیف یا مسکین و بیمار و معذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق

زائد ہیں۔(۱) ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا۔ (۲) ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔ (۳) ان لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا۔ (۴) ان کے حاجت و سوال کو رد نہ کرنا۔

مہمان کے حقوق

اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں۔ (۱) آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک مشایعت کرنا۔ (۲) اس کی معمولات و ضروریات کا انتظام کہ جس سے ان کو راحت پہنچے۔ (۳) تواضع و تکریم و مدارات کے ساتھ پیش آنا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا۔ (۴) کم از کم ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر متوسط درجہ کا تکلف کرنا مگر اتنا ہی کہ جس میں نہ اپنے کو تردد ہو نہ اس کو حجاب ہو۔ اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمانداری کرنا۔ اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے۔ نہ زیادہ ٹھہر کر، نہ بے جا فرمائشیں کر کے، نہ اس کی تجویز طعام و نشست و خدمت وغیرہ میں دخل دے۔

دوستوں کے حقوق

اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب و محارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اس کے یہ آداب و حقوق ہیں۔ (۱) جس سے دوستی کرنا ہو اوّل اس کے عقاید و اعمال و معاملات و اخلاق

خوب دیکھ بھال لے۔ اگر سب امور میں اس کو مستقیم وصالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے۔ صحبت بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔ جب کوئی ایسا ہم جنس ہم مشرب میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں۔ بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے۔ (۲) اپنی جان و مال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے (۳) کوئی امر خلاف مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی ہو جائے فوراً صفائی کرلے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔ (۴) اس کی خیرخواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے۔ نیک مشورہ سے کبھی دریغ نہ کرے۔ اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سُنے۔ اور اگر قابل عمل ہو قبول کرے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنّٰی بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اثر تبنیت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں۔ چونکہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی، کیوں کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔ کہ جس کو چاہا میراث دلوادی جس کو چاہا محروم کر دیا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرنے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اس کی میراث نہ دی جائے۔

شرعاً محض باطل ہے جیسا اوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔

غیر مسلموں کے حقوق

جس طرح مشارکت قرابت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعضے حقوق محض مشارکتِ نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں۔ یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہوتی ہے۔ گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں۔ (۱) بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں۔ (۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ (۳) اگر کسی مصیبت، فاقہ و مرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے، کھانا، پانی دیدے، علاج معالجہ کر دے۔ (۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے۔ اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس کو ترساوے نہیں۔

جانوروں کے حقوق

اسی طرح مشارکت جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) جس جانور سے کوئی معتدبہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا۔ بڑی بے رحمی ہے۔ (۲) جو جانور قابل انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔ اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں۔ (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کی خورد و نوش و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ اُن کی قوت سے زیادہ اُن

سے کام نہ لے۔ ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔ (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کردے، اس کو تڑپائے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

خود اپنے پہ عائد کردہ حقوق

یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداً اس کے ذمہ لازم ہیں۔ اور بعضے وہ حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمہ کرلیتا ہے۔ ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں۔

قسم اول

وہ حق جس کا سبب طاعت ہے وہ نذر ہے۔ سو اگر عبادت مقصودہ کی نظر ہو تو اس کا ایفا فرض و واجب ہے۔ اور اگر عبادت غیر مقصودہ کی ہو تو ایفا مستحب ہے، اور اگر مباح کے ہو لغو ہے۔ اگر معصیت کے ہو ایفا حرام ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریب شرک کے ہے۔

قسم دوم

جس کا سبب امر مباح ہے۔ جیسا کفارۂ یمین مباح اور قضائے رمضان مسافر و مریض کے لئے یہ حقوق واجب الادا ہیں۔

قسم سوم

جس کا سبب معصیت ہے۔ جیسے حدود اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتلِ خطا یا ظہار سے واجب ہوتے۔

ہوں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں۔ اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل تقسیم مذکور تین قسم ہیں۔

قسم اول

جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا علامت نفاق کی فرمائی گئی۔

قسم دوم

جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو مثل دین کے ہو جس طرح مبیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا اور شفیع کو جائداد مطلوبہ دیدینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا۔ مزدور کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔

قسم سوم

جس کا سبب معصیت ہو جیسے کسی کو قتل کر دینا کسی کا مال چھین لینا یا چرالینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبرو ریزی کرنا سخت زبانی سے یا غیبت سے ان امور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت میں اس کے بدلہ عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ

جو حقوق ان کے ذمہ ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت سے ہیں تو ان کو ادا کرے۔ مثلاً اس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ وغیرہ

رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے۔ اور بصورت عدم گنجائش وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے۔ جب وسعت ہو اس وقت کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر معاصی میں سے ہیں اُن سے توبۂ صادق کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حقوق العباد ہیں۔ جو ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے معاف کرائے۔ مثلاً قرض یا خیانت وغیرہ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرالے، مثلاً غیبت وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اہل حقوق سے نہ معاف کرا سکتا ہے۔ نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر جب قدرت ایفاء یا استغفار کی ہو اس وقت اس میں دریغ نہ کرے اور جو حقوق خود اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں۔ جن سے امید وصول کی ہو بہ نرمی اُن سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگر قیامت میں ان کے عوض حسنات ملنے کی توقع ہے، مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے اس لئے بالکل معاف کر دینا بالکل بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت و معافی چاہے۔

فقط والسلام

تعلیم الدین

از حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ تھانوی

علم دین کے تمام اجزاء۔ عقائد۔ اعمال، عبادات، معاملات، سیاست و معاشرت اخلاق و تصوف کی نہایت جامع اور مستند کتاب مع حالات و شجرہ مشائخ، کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ دو سو صفحات، رنگین سرورق۔ کاغذ سفید، قیمت مجلد :- ۳/۷۵

خطبات الاحکام

مترجم عربی اردو

یعنی بارہ مہینوں کے جمعہ کے خطبے۔

از حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ تھانوی

بارہ مہینوں کے جمعہ و عیدین وغیرہ کے خطبے ہر مہینہ کے مناسب قرآن و حدیث سے جمع کئے گئے ہیں۔ جو تمام ضروری مسائل پر حاوی ہیں عوام کی سہولت کے لئے آخر میں تمام خطبات کا اردو ترجمہ شامل کیا گیا ہے کتابت و طباعت عمدہ رنگین ٹائیٹل۔ قیمت بے جلد ۳/۵۰ مجلد ۴/۵۰

کرامات صحابہؓ

از حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ تھانوی

اس کتاب میں صحیح اور مستند احادیث سے صحابہ کرام کی کرامتیں جمع کی گئی ہیں اصل عربی احادیث کے ساتھ عام فہم اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ نہایت متبرک اور قابل مطالعہ کتاب۔ صفحات ۱۱۲ قیمت مجلد مع رنگین سرورق۔ ۲/۲۵

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

حقوق الوالدین

مؤلفہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

اس رسالہ میں نہایت سہل طریقہ پر بتایا گیا ہے کہ اولاد کے والدین پر اور والدین کے اولاد پر اور عورت کے مرد پر اور مرد کے عورت پر کیا حقوق ہیں؟

ازالۃ الرّین عن حقوق الوالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد حمد و صلوٰۃ کے مؤلف رسالہ ہذا اپنے برادرانِ اسلامی کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ عرصے سے دیکھتا تھا کہ بعض اسلامی بھائی ادائے حقوق والدین میں اس قدر زیادتی اور مبالغہ کرتے ہیں کہ جس سے دیگر اہل حقوق کے حق ضائع ہوتے ہیں اور حضرت ذوالجلال والاکرام کی نافرمانی ہوتی ہے اور پھر اس برتاؤ کو عمدہ شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت نے ہم کو اطاعتِ والدین اسی طرح سکھلائی ہے۔ اور اپنی کج فہم کے موافق آیات ۲
و احادیث پیش کرتے ہیں۔ سو اس ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر دل دکھتا تھا اب بفضلِ خالق اکبر ایک مضمون اس بارے میں لکھنے کا قصد کیا اور اپنے پیارے پروردگار رحیم و کریم سے اختتام رسالہ اور راہِ صواب کی دعا کی، اللہ تعالیٰ بطریق حق اس کتاب کو پورا فرمادے۔ آخر میں ایک مفید تذئیل اضافہ کی جائے گی۔ جس میں حقوق شوہر اور حقوق استاد کا مبالغہ بیان ہو کر امرِ حق واضح کیا جاوے گا۔ اصل مقصود: رسالے سے امور مذکورہ ہیں، مگر ضمناً اور فوائد بھی بیان کئے جاویں گے۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم کو حق تعالےٰ نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور مقصود اور مستقل بالذات ہمارے ذمہ اس خالقِ اکبر ہی کی تابعداری ہے۔ اور باقی جن حضرات کی تابعداری ہمارے ذمہ اللہ پاک

نے لازم کی ہے وہ مقصود بالغیر اور تابع ہے اور ظاہر ہے کہ اصل تابع پر ہمیشہ اور مقصود ذریعہ پر دواماً مقدم ہوا کرتا ہے۔ اگر وسیلہ اور فرع کی اطاعت سے اصل اور مقصود کی تابعداری میں نقصان ہوگا تو وہ تابعداری مذموم اور ناجائز ہوگی، حسب قواعد عقلیہ ونقلیہ وعرفیہ۔ ورنہ اصل کا فرع اور فرع کا اصل ہونا لازم آوے گا۔ اور یہ قلب موضوع ہے جو باطل، اور مقصود سے دُور ہے۔ پس اس قاعدۂ کلیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات اور احادیث وغیرہ سے مقصود کو ثابت کرتا ہوں، خوب غور سے سمجھئے، یہ رسالہ انشاء اللہ تعالےٰ عوام وخواص کی غلطی رفع کرے گا۔ بعض خواص بھی بوجہ عدم تدبر اس مغالطہ عظیمہ میں مبتلا ہیں۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل

اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۵

آغاز مقاصد کتاب

پارہ پندرہ سورۃ بنی اسرائیل وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِ
حْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ
لَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ہ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ
۱ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ہ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ ط
اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ
وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ہ

ترجمہ یہ ہے:- اور قطعی حکم دیدیا تیرے رب نے کہ کسی کو نہ پوجو اس (اللہ) کے سوا - اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو - اگر پہنچ جاویں بڑھاپے کو تیرے سامنے والدین میں کا ایک یا دونوں (بڑھاپے کی قید اہتمام کے لئے ہے کہ یہ حالت زیادہ تعظیم کی مقتضی ہے - اور نیز اس حالت میں انکو خدمت کی زیادہ حاجت ہے اور ایسی حالت میں اولاد کو بوجہ شفقت شدید غصہ آنے کا احتمال ہے، ورنہ بغیر بڑھاپے کی حالت کا بھی یہی حکم ہے - چنانچہ سورۃ لقمان کی آیت وصاحبھما فی الدنیا معروفا (اور ان کا ساتھ دے دنیا میں عمدہ طور پر) اس حکم کو مطلقاً ثابت کرتی ہے - اس

لئے کہ ایذائے والدین ایسے ساتھ دینے کے خلاف ہے۔ جس کا حکم ہے اور جس
لفظ کا کہنا حالتِ بڑھاپے میں حرام کیا گیا ہے وہ ایذا ہے خوب سمجھ لو۔ تو اُن
کو ہوں بھی نہ کہنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور کہہ اُن سے تعظیم کی بات اور جھکا دے
اُن کے آگے عاجزی کا بازو (یعنی عاجزی کا برتاؤ کر) نیاز سے۔ اور کہہ اے
میرے پروردگار اُن پر رحم فرما۔ جیسا انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے
تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادت مند ہوگے
تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے۔ (یعنی سعادت سمجھ کر والدین کی خدمت
کرنا یا ایک بوجھ سمجھ کر نباہنا سب کچھ ہم خوب جانتے ہیں۔ البتہ اگر نیت نیکی
پر ہو اور کسی وقت تنگ دلی یا غصہ میں کچھ ناراض کر بیٹھو اور پھر توبہ کر لو۔
تو ہم (اپنی نافرمانی کا گناہ) معاف کر دیں گے۔ (اور خود اُن سے بھی کہ جن کا ۵
قصور کیا ہے بحالت قدرت معافی مانگنا ضرور ہے۔ مجبوری میں اُن کے
لئے کثرت سے استغفار کرے۔ حق تعالیٰ قیامت میں معاف کرا دیں گے اور
سعادت مند ہونے کی قید خصوصیت سے معافی کے لئے ہے ورنہ گناہ تو
کسی طریق پر ہو سچی توبہ سے معاف کر دیا جاتا ہے۔) اور دے قرابت دار
کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو مت اڑا بکھیر کر (حق تعالیٰ نے حدِ اعتدال
قائم رکھنے کو حقوق والدین کے متصل دیگر حقوق کا ادا کرنا بھی فرض کر دیا۔
کیونکہ احتمال تھا کہ اس شد و مد کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیکھ
کر کوئی شخص کسی دوسرے کے ادائے حقوق کو محض معمولی بات خیال کر کے
اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا اور رضائے والدین کو مقدم کرتا۔ مثلاً

والدین کہتے کہ تو اپنے اہل وعیال کو ایذا دے، خورد و نوش واجب میں کمی کر تو یہ کرنے لگتا پس رحیم وکریم نے بتلا یا دیا کہ ہر چیز کی حد ہے، والدین کی وجہ سے کسی دوسرے کی حق تلفی نہ کر دیہ وجہ ربط ہے دونوں مضمونوں میں دوسری وجہ یہ کہ اوّل والدین کا حق بیان کیا جو نہایت مؤکدہ ہے پھر دیگر اہل قرابت اور دوسرے حضرات کے حقوق کا بیان کیا، پس اعلیٰ کو مقدم اور ادنیٰ کو مؤخر کیا)۔ فوائد اس آیت سے والدین کو اُف (یعنی ہوں) کہنا منع ثابت ہوا اور جو دوسرا لفظ یا برتاؤ ایسا ہی ہو اس کا بھی حکم یہی ہے) اور وجہ اس لفظ کے ممنوع ہونے کی حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالےٰ نے ایذائے والدین بیان فرمائی ہے یعنی اس لفظ اور مثل اس
کے دیگر الفاظ اور برتاؤ سے ان کو رنج پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ ہتک ۶
اور بے عزّتی کا ہے۔ پس قاعدہ کلیہ یہ ہوا کہ جس بات میں والدین کو واقعی ایذا ہو[1] (جو عند الشرع معتبر ہے) وہ ہر برتاؤ قولی ہو یا فعلی ان کے ساتھ منع اور حرام ہوگا اور جس برتاؤ سے رنج مذکور بشروط مذکورہ نہ ہو وہ منع نہ

[1] روی عن بعض التابعین رح انہ قال من دعا لابویہ فی کل یوم خمس مرات فقد ادی حقہما لان اللہ تعالیٰ قال ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر فشکر اللہ تعالیٰ ان تصلی فی کل یوم خمس مرات وکذالک لوالدین ان یدعو لہما فی کل یوم خمس مرات کذا قال الفقیہ ابو اللیث قدس سرہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم اللہ شیئا من العقوق ادنی من اُف نہی عن ذلک فیعمل العاق ماشاء ان یعمل فلن یدخل الجنۃ ویعمل البار ماشاء ان یعمل فلن یدخل النار رواہ الفقیہ الممدوح قلت انہ ینبغی ان یتصدق عنہم اذا ادی الزکوٰۃ وغیرہا وقال صلی اللہ علیہ وسلم لایجزی ولد والدا الا ان یجدہ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ مروی بسند صحیح ۱۲

ہو گا۔ اس علت اور حکم کا ہر جگہ خیال رکھیے۔ تمام احکام کا مدار اسی علت پر ہے اور قرآن میں اس آیت سے زیادہ کسی آیت میں حقوق والدین کی شدت نہیں بیان ہوئی۔ اگر یہ لفظ یا اس کے مثل کسی قوم میں بطور تعظیم بولا جاتا ہو تو اس کا اطلاق والدین پہ جائز ہو گا۔ چنانچہ فقہا نے تصریح کی ہے، چند مسائل اس علت پر مبنی کر کے بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔ پھر جن احادیث سے لوگوں کو شبہ پڑا ہے اُن کو نقل کر کے جواب معقول قلمبند کروں گا۔ اور بعض احادیث جو غیر معتبر ہیں۔ اس باب میں وہ بھی اس کے بیان غیر معتبر کے ساتھ نقل کرونگا

کن چیزوں میں والدین کا حکم ماننا ضروری نہیں

۱۔ جو سفر خواہ تجارت کا سفر ہو خواہ حج وغیرہ کا بشرطیکہ وہ سفر فرض و واجب نہ ہو، ایسا ہو جس میں غالب ہلاکی کا اندیشہ نہیں بغیر اجازت والدین درست ہے۔ اگر والدین اس سفر سے منع کریں۔ تو اُن کے کہنے سے سفر نہ کرنا ضروری نہیں۔ چنانچہ یہ مسئلہ درمختار اور عالمگیری میں موجود ہے۔ اور جو سفر فرض یا واجب ہو اس میں تو بطریق اولیٰ یہ حکم ہو گا جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب والدین اپنی ضروری خدمت کے محتاج نہ ہوں۔ خواہ اُن کو حاجت ہی نہ ہو یا ہو۔ تو دوسرا کوئی خدمت کرنے والا موجود ہو۔ وجہ یہ ہے کہ مذکورہ صورتوں میں والدین کو کوئی رنج و تکلیف واقعی اور قابل اعتبار نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے اس صورت میں والدین کے خلاف کام کرنا درست ہے نہ حرام نہ مکروہ۔

۲۔ اگر والدین کو ضروری حاجت کے لئے (جس کو شریعت نے ضروری

کہا ہے مثلاً طعام ولباس وغیرہ وادائے قرض، خرچ کی ضرورت نہ ہو اور اولاد کے پاس اپنی ضروری حاجت سے روپیہ یا دوسری قسم کا مال زائد ہو اور والدین اولاد سے طلب کریں تو اولاد کو دینا ضروری نہیں۔

۳۔ والدین بغیر احتیاج خدمت نوافل پڑھنے کو منع کریں یا کسی دوسرے غیر ضروری کام کرنے سے روکیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ خدمت ضروری کے محتاج ہوں اور نوافل وغیرہ میں مشغولی اُن کو تکلیف دے اور کوئی دوسرا خادم نہ ہو تو اولاد پر ضرور اور واجب ہے کہ نوافل وغیرہ چھوڑ کر ان کی خدمت کرے۔

۴۔ اگر والدین حقّہ نوش ہوں اور حقّہ پینا بغیر مرض اور معذوری کے ہو اور اولاد سے حقّہ تیار کرنے کی فرمائش کریں (حقّہ پینا سخت مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر کوئی خاص حقّہ ہو اور اس سے کسی ضرر اور بدبو منہ میں پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ یا کوئی ایسا مریض ہو کہ سوائے حقّہ کے کسی وجہ سے دوسرا علاج ممکن نہ ہو تو شرعاً بلا کراہت اجازت ہے۔ صاحب مجالس الابرار نے نہایت تحقیق اور تفصیل سے حقّہ کی مذمت ثابت کی ہے)، تو اولاد پر اس کہنے پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ ایک فعل مکروہ کا مرتکب ہوتا ہے جو شرعاً مذموم ہے۔ اور ضرورت کی حالت میں جس کی تفصیل بیان ہو چکی اس فرمائش کی تعمیل واجب ہے۔

۵۔ اگر کسی کی بیوی سے کوئی (واقعی) تکلیف اور رنج اس شخص کے والدین کو نہ پہنچتا ہو خواہ والدین اس شخص کو حکم کریں کہ تو اپنی عورت

کو طلاق دیدے، اس کہنے کی تعمیل اس آدمی پر ضروری نہیں بلکہ اس صورت میں طلاق دینا عورت پر ایک طرح کا ظلم کرنا ہے۔ طلاق اللہ پاک کے نزدیک بڑی بری چیز ہے۔ فقط مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے۔ خواہ مخواہ طلاق دینا ظلم اور مکروہ تحریمی ہے۔ نکاح تو وصال کے لئے موضوع ہے یہ فراق بلا وجہ کیسے روا ہو سکتا ہے۔ وفصلہ[1] ابن الہمام فی فتح القدیر[2] وحققہ۔

۶۔ اگر والدین کسی گناہ کا حکم دیں کہ فلاں گناہ کرو، مثلاً فرمائیں کہ اہل حق کی مدد نہ کرو یا زکوٰۃ نہ دو یا دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے جب کہ وہ کام ضروری ہو جس سے وہ روکتے ہیں۔ ہاں اگر ان کو کوئی واقعی اور سخت تکلیف ہو مثلاً وہ بیمار ہوں۔ اور کوئی خادم نہ ہو اور نماز کا وقت ۹
ہے اگر ان کی خبر گیری نہ کی جائے تو سخت تکلیف کا اندیشہ ہے۔ پس ایسی صورت میں اگر وہ نماز قضا کرنے کو کہیں تو قضا کردے، پھر کسی وقت

---

[1] لا ترد علینا حال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بطلقات کثیرۃ لازواجہ کما ہو مذکور فی الکتب فانہ لا یظن انہ کان یفعلہ بغیر سبب ولو فرضنا کذلک فہو قیاس الصحابیؓ فلا یلزم علینا اتباعہ ۱۲

[2] قال الشیخ ابن الہمام فی کتاب الطلاق من فتح القدیر ولا یخفی ان کلامہم فیما سیاتی من التعالیل یصرح بانہ محظور لما فیہ من کفران نعمۃ النکاح وللحدیثین المذکورین وغیرہما وانما ابیح للحاجۃ والحاجۃ ما ذکرنا فی بیان سببہ فبین الحکمین منہم تدافع فالاصح خطرہ الا لحاجۃ الادلۃ المذکورۃ ویحمل لفظ المباح علی ما ابیح فی بعض الاوقات اعنی اوقات تحقق الحاجۃ المبیحۃ انتہی الی منہا کلامہ ثم طول کلامہ فان شئت فارجع الیہ ۱۲

قضا پڑھ لے۔ اور اگر کسی مستحب کام سے روکیں اور اپنی کسی ضروری حاجت (واقعی اور معتبر) کی وجہ سے روکیں تو اُن کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ اور خواہ مخواہ روکیں تو واجب ہے۔

٧۔ اگر والدین کہیں کہ تم ہماری فلانی اولاد کو (کہ وہ صاحبِ حاجت نہیں ہے) اس قدر رقم دے دو تو باوجود گنجائش کے بھی یہ رقم دینا واجب نہیں۔ (یہاں تک مع نظائر یہ بیان ہو گیا کہ کس کس جگہ والدین کے حکم کی تعمیل واجب اور کس مقام پر منع ہے۔ اور کس مقام پر جائز ہے۔ غرض ہر جگہ اطاعت والدین ضروری نہیں۔)

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا صحیح مطلب

حدیث میں ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا افضل ہے نماز سے اور روزہ سے اور حج سے اور عمرہ سے اور جہاد سے راہ خدا میں (یہ حدیث ثابت نہیں اس لئے قابلِ اعتبار نہیں۔ اور اس کو حدیث کہنا روا نہیں، جیسا کہ امام شوکانیؒ نے مختصر سے نقل کیا ہے فوائد مجموعہ میں اور قاعدہ شرعی کے خلاف ہے جیسا کہ آگے معلوم ہو گا۔

مشکوٰۃ باب البر والصلہ میں بروایت ترمذی مذکور ہے رضائے پروردگار رضائے والدین میں ہے (یعنی والدین اگر راضی رہیں تو اللہ تعالےٰ بھی راضی رہے اور اگر وہ ناراض رہیں تو خدا بھی ناراض رہے، اور ناخوشی پروردگار کی ناخوشی والدین میں ہے۔

ف یہاں سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہر کام والدین کی رضا پر لازم ہے

ہے

ورنہ گناہ ہو گا۔ حالانکہ یہ حکم نہیں۔ پس مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جن امور میں اطاعت والدین شریعت سے لازم ہے اُن امور میں اگر کوتاہی کرے گا تو ناراضی حق حاصل ہو گی۔ اور نافرمان جب ہی ہو گا۔ جب کہ حقوق ضروریہ ادا نہ کرے۔ پس یہ حکم مطلقاً نہیں بلکہ داخل ہے اُس قاعدۂ کلیہ میں جو ابتداً قائم کیا گیا ہے۔ کہ جس بات کے کرنے سے والدین کو تکلیف ہو وہ کام نہ کرنا واجب ہے۔ اور اس حدیث کا شان نزول خصوصیت بیان حقوق والدین اور مراد مذکور پر دلالت کرتا ہے۔ جس کو اشعۃ اللمعات میں نقل کیا ہے اور راز یہ ہے کہ ہر امر میں اطاعت کا حکم دیا جاتا اور اسی طرح عورت کو ہر امر میں خاوند کی اطاعت کا حکم ہوتا تو بہت سے لوگ عبادت الٰہی سے جو پیدائش انسان سے اصلی مقصود ہے محروم ہو جاتے اور اپنے اصلی محبوب کی یاد سے
اور اس کے ذکر کی حقیقی لذت اور کمالات عالیہ سے محروم رہتے۔ جس بغیر 11
طالب خالق اکبر کو چین ہی نہیں اور مقصود بھی وہی ہے جیسا کہ تمہید میں بیان کر چکا ہوں۔

انسانی پیدائش کا اصل مقصد

قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون ۵

اور ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

اور حدیث قدسی جو باعتبار سند ضعیف مگر ہمارے مقصود کو غیر مضر اور باعتبار تحقیقِ حضراتِ اہل کشف صحیح ہے اسی مضمون کو بتلاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ "میں خزانہ میں پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں سو پیدا کیا میں نے مخلوق کو۔" پس معلوم ہوا

کہ عبادت الٰہی اور معرفت محبوب حقیقی مقصود ہے پیدائش مخلوق سے پس ہر جگہ اس کو مقدم رکھا جائے گا۔

والدین کے حکم کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے یا نہیں؟

۴۔ مشکوٰۃ کے مقام مذکور میں حضرت ابو الدرداؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد اُن کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک بیوی ہے جس کے طلاق دینے کا میری ماں حکم کرتی ہے (آیا طلاق دوں یا نہیں) پس فرمایا اس سے حضرت موصوف نے میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ باپ (اور ماں) افضل دروازہ بہشت کا ہے (یعنی سبب داخل ہونے جنتّ میں افضل دروازے جنت سے رضائے والد (اور والدہ) ہے۔ پس اگر تو چاہے تو حفاظت کر دروازے کی یا ضائع کر دے اس کو دیہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اُس عورت سے ۱۲ اُس مرد کی والدہ کو تکلیف (واقعی) پہنچتی تھی اس وجہ سے طلاق دلانا چاہتی تھی۔ ورنہ مخواہ مخواہ طلاق دلانا ظلم ہے اور ظلم پر مدد کرنا ظلم ہے۔ پس طلاق جو ظلم ہے صورت مذکورہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اس کی کیسے اجازت دے سکتے تھے۔ نیز یہی جواب ہے اُس حدیث کا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت[ل] عمرؓ چاہتے تھے کہ اُن کے صاحب زادے اپنی بیوی کو طلاق دیدیں۔ صاحبزادے طلاق نہیں دینا چاہتے تھے تو انہوں نے جناب سرور عالم سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے طلاق دینا ارشاد فرمایا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے مقبول صحابی کسی پر کیسے ظلم کرتے۔ اگر

[ل] اس حدیث کو ترمذی نے اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ۱۲

بفرضِ محال ایسا کرتے تو حضور سرورِ عالم کیسے گوارا فرماتے اور ظلم کی کس طرح اعانت فرما سکتے تھے۔ اس حدیث کی تقریر قریب اسی تقریر کے حضرت امام ہمام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء العلوم میں فرمائی ہے۔

والدین کے حقوق ادا کرنے پر جنت کی بشارت

۵۔ حضرت ابن عباسؓ سے مشکوٰۃ کے باب مذکور میں بروایت بیہقی روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبول نے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ فرماں بردار ہو۔ حق تعالیٰ کا ماں باپ کے (حق ضروری) ادا کرنے میں تو وہ ایسے حال میں صبح کرتا ہے کہ دو جنّت کے دروازے اس کے لئے کھُلے ہیں۔ اور
اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور یہ برتاؤ اس کے ساتھ کیا جائے تو بطریق ۱۲
مذکور ایک دروازہ جنت کا اس کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جو صبح کرے اس حال میں کہ نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ کی والدین کے حقوق (ضروریہ) میں تو دو دروازے جہنم کے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایک مرد نے عرض کیا کہ اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں (یعنی باوجود اُن کے ظلم و زیادتی کے بھی ان کی اطاعت ہی کرے) حضور اقدس نے تین بار فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ (تب بھی اس کو اطاعت ہی چاہئے۔ اور ضرور ہے۔ واضح رہے کہ مطلب یہ ہے کہ والدین کے ظلم کرنے کی وجہ سے جو حقوق اُن کے اولاد پر ضرور ہیں اُن کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ برائی کی ہم بھی ایسا ہی کریں

خدا کی نافرمانی کے لئے کسی کا حکم نہیں ماننا چاہئے۔

یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے کام کا حکم کریں جو شرعاً ظلم ہو۔ اور اس میں ان کا کہنا مانے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے لاطاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق۔ نہیں ہے کسی طرح کی تابعداری کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں۔ یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں۔ (اور یہ جملہ صورۃً خبر ہے اور مراد اس سے نہی ہے۔ اور نہی بصورت خبر ابلغ ہوتی ہے خود نہی کے صیغہ سے۔ پس نہایت تاکید سے یہ امر ثابت ہوا کہ کسی مخلوق کا کوئی کہنا ماننا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، ہرگز جائز نہیں۔ خوب سمجھ لو۔)

ماں باپ کا نفقہ کب واجب ہوتا ہے ۱۴

۶۔ بیوی کے نفقہ کے سوا اور اہل قرابت کا نفقہ مرد کے ذمہ اسوقت واجب ہوتا ہے، جب کہ وہ اس قدر مال کا مالک ہو جس سے صدقۂ فطر، واجب ہوتا ہے۔ اور والدین بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ اور بیوی کا نفقہ ہر صورت میں فرض ہے خواہ شوہر فقیر ہو یا امیر ہو (حاشیہ شرح وقایہ) پس معلوم ہوا کہ جب تک بقدر مال مذکور مرد کے پاس نہ ہو والدین کا نفقہ (ضروری خرچ) واجب نہ ہوگا۔ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ انسان والدین سے بے رخی اور ان کے ادائے حقوق میں کوتاہی اور ان کی احسان فراموشی کرے کہ یہ تو بہت بری بات ہے۔ بلکہ غرض اس تمام تقریر سے یہ ہے کہ مبالغہ رفع کر دیا جاوے۔ وہ حقوق بھی بیان ہو جاویں جو واجب ہیں،

اور وہ بھی جو غیر ضروری اور مستحب یا مباح ہیں۔ والدین رب مجازی ہیں ان کا بڑا لحاظ اور بڑی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور چونکہ حقوق والدین مشہور ہیں اُن کے بیان کی حاجت نہیں۔ نیز یہ کتاب جس مبالغہ رفع کرنے کے واسطے موضوع ہے وہ اس کا اصلی مقصد ہے اور صورتِ مذکورہ میں مستحب مؤکدہ ہے کہ اگر کوئی خاص مجبوری نہ ہو تو باوجود اس قدر مال نہ ہونے کے بھی ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ خود کو تکلیف ہو۔

والدین کے حکم سے مشتبہ مال کھانا واجب نہیں

۷۔ والدین کے فرمانے سے مشتبہ مال کا کھانا واجبؔ نہیں ہوتا اسلیئے
کہ اس میں والدین کو کوئی معتبر اور واقعی تکلیف نہیں، ہاں اگر اولاد مرنے ۱۵
لگے، اور سخت تکلیف ہو اور والدین اصرار کریں کہ مشتبہ مال صرف کر اور حلال طیب مال پر اُن کو قدرت نہ ہو تو اُن کی فرمانبرداری کے لئے بقدر حاجت کھالے۔ ہاں اگر وہ کھانے والا صاحبِ قلب صافی اور بزرگ ہو تو جب بھی نہ کھاوے کہ ایسا مال ایسے شخص کو حسّی اور ظاہری اور باطنی اور معنوی سخت نقصان دیتا ہے۔ جیساکہ بندہ کا اور دیگر حضرات کا تجربہ ہے اور ایسی صورت میں والدین کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ اس لئے اپنی ذات کو از خود ہلاکی میں ڈالنا ممنوع ہے۔ اور اس میں نافرمانی خالق ہے اور مخلوق کی اطاعت ناراضی خالق میں روا نہیں۔ اور ایسی صورت تکلیف سے اگر مرجاوے اور خراب مال نہ کھاوے تو بڑا ثواب ہوگا۔

؎ وبہ قال بعض العلماء نقلہ الغزالی قدس سرہ قلت: ان من افتی بذالک فہو کان محقاً ۱۲

جہاد میں کافر باپ کو قتل کرنا درست ہے

۸۔ لباب النقول میں ہے کہ جنگ بدر میں ادھر مسلمانوں کے لشکر خدائی گروہ میں حضرت عبیدہؓ بن الجراحؓ تھے۔ ادھر کفار کے لشکر شیطانی گروہ میں اُن کے باپ جو مشرک تھے اپنے بیٹے کے جان سے مارنے کی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے، حضرت ابو عبیدہؓ نے جب دیکھا میرا باپ کافر مجھ کو میرے اسلام کی وجہ سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ادھر اُدھر بچتے پھرتے رہے۔ آخر کار موقعہ پاکر باپ کو مار ڈالا۔ تو آیات ذیل نازل ہوئیں، نیز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے باپ ابو قحافہؓ نے کفر کی حالت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا۔ حضرت صدیقؓ نے فوراً منہ پر طمانچہ کھینچ مارا، وہ

۱۶ گر پڑے اور حضور سے شکایت کی سرور عالم نے یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ سے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسے بے جا کلمات پر گردن اڑا دیتا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ان آیات کا شانِ نزول یہ دو سبب ہیں۔ اور وہ آیتیں سورۂ مجادلہ پارہ ۲۸ میں درج ہیں، جن کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ "تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ دوستی کریں۔ ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گو وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے کنبے کے بھی ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ (یعنی خوب رچا دیا ہے) اور ان کی تائید کی فیضان غیبی سے اور ان کو داخل فرمائے گا۔ ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ خدائی لشکر ہے۔

لہ یہ بڑے زاہد صحابی ہیں۔ ۲۔ پھر یہ اسلام لے آئے تھے۔ ۱۲

سنو جی۔ اللہ کا شکر وہی فلاح پانیوالے ہیں یہاں سے بخوبی روشن
وگیا کہ اللہ پاک کے حق کے سامنے والدین کے حق کی کیا وقعت ہے اور ثابت
وا کہ جہاد میں باپ کو خود قتل کرنا درست ہے۔ اور ہدایہ[1] میں جو مسئلہ لکھا
ہے کہ جہاد میں اپنے باپ کے مارنے کو دوسرے کو اشارہ کر دے خود نہ مارے
سو ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم مستحب ہے۔ کہ ادب پدری بھی ملحوظ رہے گا۔ اور
مقصود بھی حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ بھی جب کہ دوسرا شخص موجود ہو ایسے
موقع پر اس کو بخوبی مار سکے۔ کفر اور فسق کا انجام ذلّت ہے۔ پس ادب پدری
پورے طور پر نہیں باقی رہ سکتا۔

فاسق والدین کو اچھے طریق سے نصیحت کرے

پس اگر والدین فاسق ہوں تو خوب اچھے طریق پر نصیحت کرے۔ اور ۱۷
اگر ضرورت ہو اور جھڑک دے تاہم کچھ گناہ نہیں بلکہ ثواب[2] ہے۔ معاملۂ دینی
میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ لیکن حتی المقدور خاص طور پر ادب ملحوظ
رکھے۔ جہالت سے نہ پیش آوے۔ متانت اور ادب کا برتاؤ کرے۔ حد شریعت

---

[1] یدل علیہ ما رواہ الزمخشری عن حذیفۃ انہ استاذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قتل ابیہ وہو فی
صف المشرکین فقال دعہ یلیہ غیرک انتہیٰ وقلت بالاستحباب تطبیقاً بین الاحادیث ولعل ہذا الحدیث
ثابت لکن لم اطلع علیٰ وضعہ ولا ثبوتہ فی غیر الکشاف والبیضاوی۔ وتتبعت کتب الموضوعات ۱۲

[2] جھڑکنے کی ممانعت قرآن کی نص صریح میں ہے اور محققین فقہائے ہیں صورتمیں کہ والدین کسی گناہ
میں مبتلا ہوں سمجھانے پر بھی باز نہ آئیں۔ یہ لکھا ہے کہ اولاد کو چاہئے۔ کہ اُن کے لئے دعا پر اکتفا کرے
جھڑکنے اور دلآزاری کے طریقہ سے بچے کذا فی خلاصۃ الفتاویٰ۔ ۱۲ محمد شفیع دیوبندی

کے اندر اندر خوب سمجھ لو۔ اور حضرت ابراہیم نے جو اپنے کافر باپ کو باوجود کفر اور نصیحت نہ ماننے کے کوئی تکلیف نہیں دی۔ سو اس وجہ سے کہ اُن کو بظاہر امید تھی کہ یہ نرمی سے نصیحت قبول کر یں گے۔ اور اسی شفقت کی وجہ سے استغفار کرنے کا اُن کے لئے وعدہ کیا تھا۔ مگر جب یہ امید منقطع ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ دشمن خدا ہے۔ اور استغفار بوجہ کفران کو مفید نہ ہو گی تب اُن سے بیزار ہوئے۔

۹۔ احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ جو خدا کا فرماں بردار نہ ہو، اور والدین کا فرماں بردار ہو (تو بوجہ
18 اطاعت والدین نامۂ اعمال میں) وہ نیک لکھا جاتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہو وہ بد لکھا جاتا ہے۔ (یہ روایت اگر طریق معتبر سے ثابت ہو تو اس سے وہم ہو سکتا ہے کہ اطاعت خالق کا درجہ اور حقوق الٰہیہ کا مرتبہ ہر موقع پر حقوق والدین سے کم ہے، مگر ایسا نہیں ہے۔ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو شخص اطاعت والدین کرے ان امور میں جہاں ان کی اطاعت جائز ہے۔ خواہ وہ طاعت واجبہ ہو یا مستحبہ ہو تو اس کی برکت سے حقوق الٰہیہ کا ادا کرنا معاف ہو جاتا ہے۔ اور جب کہ والدین کے ضروری حقوق ادا نہ کرے تو دیگر اعمال متعلق حقوق الٰہیہ ادا کرنے سے یہ نافرمانی والدین معاف نہیں ہوتی۔ پس نافرمان لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حقوق العباد باوجود قدرت بغیر ادا کئے یا بغیر معافی اصحاب حقوق ساقط نہیں ہوتے کہ اللہ غنی اور بندہ محتاج ہے۔ یہ مطلب نہیں

کہ والدین کا غیر ضروری حکم نہ ماننے سے باوجود اطاعت حقوق الٰہیہ بندہ نافرمان لکھا جائے۔ خوب سمجھ لو۔

اولاد کو اچھی تعلیم دینا باپ پر فرض ہے

۱۰۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی باپ نے اپنے بیٹے کی اس کو رنج وایذا دینے کی شکایت کی۔ آپ نے بیٹے سے وجہ دریافت کی اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا باپ کا حق بہت بڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موافق حکم حدیث میرے ان پر (خاص طور پر) تین حق تھے۔ نام اچھا رکھنا۔ تعلیم کرانا۔ اپنی شادی اچھی جگہ (شرعی طور پر) کرنا کہ لڑکے کو طعنہ نہ دیں۔ بوجہ ماں کے رذیل وخراب ہونے کے انہوں نے کوئی حق ادا نہیں 19
کیا (بغیر تعلیم کسی کا حق کیسے معلوم ہو سکتا ہے جو ادا کرے) پس حضرت فاروق اعظمؓ نے لڑکے سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ (اور فرمایا باپ سے کہ تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا مجھے ایذا دیتا ہے بلکہ اس کے ایذا دینے سے پہلے تو اس کو ایذا دے چکا ہے: میرے سامنے سے اٹھ جاؔ" یہ حدیث امام فقیہ ابو اللیث نے روایت کی ہے۔ مختصر کر کے نقل کیا ہے۔ ہر شخص کے حقوق کا لحاظ شریعت میں کیا گیا ہے اور اسی کے موافق مطالبہ ہے) امام علامہ سیوطیؒ نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت سعیدؒ بن المسیب (یہ بڑے درجہ کے تابعی ہیں۔ علم میں کوئی تابعی اس درجہ کو نہیں پہنچا۔ اور بزرگ تھے اور

ؔ لفظ وسعید بن المسیب ہجر اباہ حتی مات وکان الثوری یتعلم من ابی لیلی فمات ابن ابی لیلی ولم یشہد الثوری جنازتہ وقد نقلتہ لان الاستاذ اب روحی لکن لا یبلغ درجۃ الاب الحقیقی فافہم ۔ ۱۲

صاحب کرامت تھے، نے اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کی، اور بالکل چھوڑ دیا (دینی وجہ سے) یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی (حضرت موصوف کی یا ان کے باپ کی) سبحان اللہ اللہ والے کسی رعایت نہیں کرتے۔ خالقِ اکبر کی مخالفت اُن کو گوارا نہیں گو کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔

۱۱۔ ذکر کرنا والدین یا دیگر حضرات کی مالی خدمت دنیز دوسری غیر ضروری خدمتوں سے افضل ہے اور علمی عبادت تو بطریق اولیٰ افضل ہے یہ مضمون حدیث سے ثابت[1] ہے۔

الحمد للہ کہ یہاں تک بخوبی ثابت ہوگیا کہ خلاف شرع حکم والدین کا ماننا جائز نہیں۔ اور وہ مقامات بھی معلوم ہوگئے جہاں اطاعت والدین

۲۰ فرض مستحب ہے۔ الغرض ہر حکم والدین کی تعمیل لازم نہیں۔ اور معتبر حدیث میں ہے کہ انزلوا الناس منازلہم۔ (یعنی لوگوں کو ان کے درجوں پر قائم کرو[2]) نہ کسی کو حد سے زیادہ بڑھاؤ اور نہ حد سے زیادہ گھٹاؤ خود افضل البشر سید الانبیاء نے اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے حالانکہ آپ کا رتبہ والدین وغیرہ سب سے زیادہ ہے

(-) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید المرسلین وآلہ اجمعین وسلم

---

[1] قد جاء فی فضل الذکر عابت یدل علیہ وان شئت شرحہ فانظر فی شرح المشکوٰۃ للشیخ الدہلوی۔

[2] فلا تلتفت الی ماقال فی عالمگیریہ نافلاً عن شرح شرعۃ الاسلام من تقدیم حقوق الاستاد علی الابوین فان لیس فیہ نص ولا قیاس صحیح ولا اجماع ۱۲ منہ

تذییل مفید

استاد و مرشد اور زوجین کے حقوق

۱۔ استاد و مرشد کا بڑا حق ہے۔ لیکن والدین سے کم ہے۔ بعضے حضرات سے غلطی ہوئی ہے جنہوں نے استاد و مرشد کے حق کو والدین کے حق پر ترجیح دی ہے اور والدین کے حق کو استاد و مرشد کے حق سے کم فرمایا ہے۔ اور شاید اُن کی دلیل یہ ہوگی کہ والدین تربیت ظاہری و جسمانی کرتے ہیں اور یہ حضرات تعلیم باطنی اور تربیت روحانی فرماتے ہیں۔ اور روح و باطن کا فضل جسم پر ظاہر ہے۔ مگر یہ دلیل نہایت ضعیف قابلِ اعتماد نہیں کہ جزئی فضل ہے کلی فضل نہیں۔ پس ایک جہت سے بزرگی ہونا دوسری جہات سے افضل ہونے
کے منافی نہیں۔ اور نہ کہیں قرآن و حدیث میں اس قدر اہتمام کے ساتھ استاد ۲۱
و مرشد کے حقوق کا بیان ہے۔ جیسا کہ والدین کے حقوق کا اہتمام شدت سے فرمایا گیا ہے۔ استاد و مرشد میں فقط تعلیم کی وجہ سے حق قائم ہوتا ہے۔ والدین بے شمار سختیوں اور بے طمع محبت سے اولاد کی پرورش کرتے ہیں باوجود اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے اپنی اضطراری محبت سے اولاد پر شفقت کرنے سے اعراض نہیں فرماتے اور جان و دل ان پر قربان کرتے ہیں۔ بخلاف استاد و پیر کے کہ تھوڑی خفگی کی بھی اس قدر برداشت دشوار ہے جیسا کہ والدین بے شمار سختیوں کا تحمل کرتے ہیں۔ اور جزاء بمقدار عمل ہوا کرتی ہے پس چونکہ والدین کا عمل بہت بڑا ہے۔ لہذا درجہ بھی بڑا ہوا۔ گو بطریق شذوذ و ندرت بعض والدین میں شفقت مرشد و استاد سے کم پائی جائے۔ اور

بعض استاد و مرشد میں والدین سے زائد شفقت پائی جائے۔ پس اس کا اعتبار نہیں اس لیئے کہ بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے۔ مدار حکم یہ امر نہیں ہو سکتا، مدار حکم وہی ہے جو بیان ہوا۔ خوب سمجھ لو۔ اور مرشد و استاد کا حق دل و جان سے سعی کر کے ادا کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسانیت اور رضائے الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ مگر حد کو ملحوظ رکھو۔ یہ مختصر مضمون اس موقع پر کافی ہے بعضے کہتے ہیں کہ استاد کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا ضرور ہے۔ یہ غلط محض ہے اور ہر موقع پر تو والدین کا بھی اتنا حق نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا سوائے عظمت و تکریم اور ضرورت کے وقت مثل خدمت دیگر حضرات اُن کی خدمت کرنے کے مثل والدین ان کی اطاعت لازم نہیں۔ ہاں قریب واجب ضرور ہے اس
۲ موقع پر جہاں والدین کی اطاعت لازم ہے خوب سمجھ لو۔ اور استاد اگر فاسق یا کافر ہو تو بھی اس کی تعظیم اور ادائے حقوق میں کمی نہ کرے ہاں دل سے بُرا سمجھے۔

بیوی کے ذمہ خاوند کا حق

۲۔ بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم اور فرض ہے وہ کوئی مباح کام ایسا نہیں کر سکتی جس میں خاوند کی خدمت وغیرہ میں خلل پڑے، دنیا میں بیوی پر خاوند کا جتنا حق ہے اتنا کسی کا کسی پر نہیں۔ جیسا کہ حدیث (مشکوٰۃ) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اگر میں سجدہ کرنے کا غیر خدائے تعالیٰ کے لیئے حکم کرتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، یہاں سے کس قدر عظمت شوہر کی ثابت ہوتی کہ عبادت جو مخصوصات خداوندی میں سے ہے، اگر غیر خدا کے لئے روا

ہو نی تو اس کا اہل شوہر کے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا۔ لیکن ہر حکم خاوند کا ماننا ضروری ہیں۔ ہاں خاوند کا وہ حکم جس کے نہ کرنے سے اُسے تکلیف ہو اس کی خدمت کا حرج ہو یا کسی کام کے کرنے سے ایسا ہو۔ پس ضرور ہے کہ ایسے امور میں بشرطیکہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں، خاوند کی تابعداری کرے۔ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور کسی طرح اُس کے حقوق میں کمی نہ کرے۔ اور یہ مضمون والدین کے حقوق کے بارہ میں تفصیلی بیان ہو چکا ہے۔ بعینہٖ وہی حکم یہاں ہے۔ مگر یہاں زیادہ مؤکد ہے۔ سمجھانے کے لئے چند مسائل نمونے کے طور پر لکھتا ہوں۔

بیوی اور شوہر کا مال شرعاً علحدہ علحدہ ہے

۲۳ ۱۔ خاوند اور زوجہ کا مال شرعاً جدا جدا سمجھا جاتا ہے۔ جس چیز کی خرید و فروخت اور ہر قسم کے تصرّف کا حق زوجہ کو حاصل ہو گا وہ مال اس کا مملوک ہو گا اور جس مال پر اسی طرح زوج کا تصرف ہو وہ مال زوج کا ہے خلط ملط اور گڑ بڑ کرنے سے اگر مال حد نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ وغیرہ ساقط نہ ہو گی۔ پس اگر خاوند کہے کہ میرا تیرا ایک ہی معاملہ ہے تو زکوٰۃ نہ ادا کر تو ہرگز اس کا کہنا نہ مانے کہ اس میں مخالفتِ خداوندی ہے اور کسی مخلوق کی اطاعت مخالفت الٰہی میں جائز نہیں، لوگ اس مسئلہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔

شوہر کے حکم سے فرض واجب اور سنّت کو نہیں چھوڑا جا سکتا

۲۔ اگر خاوند عورت کے مملوک مال جائز موقع میں صَرف کرنے سے روکے تو عورت کو اس کے حکم کی تعمیل واجب نہیں جب کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے روکے

ہاں یہ ضرور ہے کہ باہم فساد برپا کرنا اچھا نہیں۔ حتی المقدور خوب موافقت سے رہنا چاہئے۔ بعضے شوہر چونکہ دیندار نہیں ہوتے اس وجہ سے ایسے موقعوں پر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے فساد سے بچنے کے لئے جائز اور مکروہ تنزیہی امور میں اس کی اطاعت کر سکتی ہے۔ ہاں فرض و واجب و سنت مؤکدہ کو اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔

۳۔ بغیر اجازت شوہر کسی بزرگ سے بیعت ہونا جائز ہے، ہاں کسی فساد کا اندیشہ ہو تو اس فساد رفع کرنے کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ بیعت نہ ہو۔ مثلاً خاوند منع کرے کہ تو بیعت نہ ہو اور وہ بیعت ہونا چاہتی ہے تو اگر باہمت ہو تو اللہ کے بھروسہ پر بیعت ہو جائے۔ لیکن پھر کوئی رنج اس وجہ سے پیش آئے تو صبر کرے۔ ناشکری نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا بڑا درجہ ہے۔ اور یہی حکم اُن کاموں کا ہے جو مکروہ تنزیہی ہیں اور خاوند اُن کے کرنے کو کہے۔ ۴۴

خاوند کی موجودگی میں نفلی عبادت کا حکم

۴۔ اگر خاوند مکان پر موجود ہو تو نفلی روزہ، نماز بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔ اس لئے کہ شاید اس کی خدمت میں اس وجہ سے کوتاہی ہو جائے ہاں اُس کی اجازت سے پڑھے۔ حدیث شریف میں مکان پر موجود ہونے کی قید آئی ہے۔ اگر باہر ہو تو بغیر اجازت مضائقہ نہیں۔ اور اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خاوند کے حقوق میں خلل انداز ہوں۔ ان کا کرنا بغیر اس کی اجازت جائز نہیں۔ اور باقی سب کام شرع کے موافق کرنے درست ہیں۔

۵۔ اگر شوہر کوئی جائز کام کسی اپنے قرابت دار یا کسی غیر کا عورت سے
کروائے بغیر کسی مجبوری تو اس کا کرنا عورت کے ذمہ ضروری نہیں۔ مثلاً کسی
کے لئے روٹی پکوائے یا کپڑا سلوائے یا کوئی ایسا ہی کام کرائے اگر کسی مجبوری
سے کرائے تو چونکہ اس کام نہ کرنے میں خاوند کو تکلیف ہوگی اس لئے ضرور ہے
کہ کر دے۔ (فائدہ جلیلہ) اگر عورت کسی غیر محرم کا (بلا سخت مجبوری) کپڑا
سیئے تو اگر وہ شخص اچھا دیندار ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو
کوئی گناہ نہیں۔ اگر وہ شخص بددین ہوا اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سینا درست
نہیں۔ بعضے بدچلن لوگ سیون دیکھ کر لذّت حاصل کرتے ہیں۔ بطور نمونہ
یہ تھوڑا سا مضمون مبالغہ سے بچانے کے لئے لکھ دیا گیا۔ تاکہ وہ مواضع معلوم
ہوں کہ جہاں اطاعت شوہر ضروری اور جہاں غیر ضروری ہے۔ ورنہ خاوند ۲۵
کی اطاعت شرع کے موافق جس قدر ہو بڑی عمدہ بات ہے۔ بڑا درجہ
جنت میں ایسی عورت کو حاصل ہوگا۔ ہاں نوافل وغیرہ عبادات کا بھی خیال
رکھے کہ اصلی مقصود پیدائشِ مخلوق سے طاعت الٰہی ہے۔ اور اس کا تفصیلی
حال کہ جس حالت میں ذکر اللہ والدین کی غیر ضروری طاعت سے افضل ہے
پیشتر بیان کر چکے ہیں وہی حکم یہاں بھی ہے ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

الحمد اللہ تعالےٰ کہ تذئیل مفید تمام ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ مقبول اور
نافع فرمائے۔ بطفیل جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

حکایاتِ اولیاء

یعنی

ارواحِ ثلاثہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علیؒ تھانوی

جس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان کے تمام مشائخ اور بزرگوں کے حالات وحکایات درج ہیں۔ اس کے بعد علماء دیوبند کے تمام اکابر علماء ومشائخ کے نہایت مستند اور دلچسپ حالات و تاریخی حکایات مستند ماخذوں سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔

یہ صرف حکایات ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ ضمن میں بہت سے ایسے تاریخی حالات بھی آگئے ہیں کہ جن سے تحریک دیوبند اور دوسرے بہت سے اہم مسائل پر روشنی پڑتی ہے اور یہ وہ واقعات ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہ مل سکیں گے۔

کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اور جن کو پڑھ کر دل کی دنیا ہی بدلی ہوئی محسوس ہوتی ہے بزرگانِ دین کی یہ دلچسپ تاریخی حکایات اور متبرک ملفوظات اس قابل ہیں کہ انکو حرزِ جان بنایا جائے۔ کتابت طباعت عمدہ ——— سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ———

کل صفحات ۵۰۰ ——— مجلد حسین گردپوش ——— قیمت صرف ۶/۷۵

دارالاشاعت ۔ مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده

آداب المعاشرت

مُصنّفہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحبؒ

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزا میں سے عوام نے تو صرف دو ہی جزو کو داخلِ دین سمجھا، یعنی عقائد و عبادات کو، اور علماءِ ظاہر نے تیسرے جزو کو بھی دین اختیار کیا، یعنی معاملات کو۔ اور مشائخ نے چوتھے جزو کو بھی دین قرار دیا۔ یعنی اخلاقِ باطنی کی اصلاح کو۔ لیکن ایک پانچویں جزو کو کہ وہ ادب معاشرت ہے قریب قریب ان تینوں طبقوں نے الّا ماشاء اللہ اکثر نے تو اعتقاداً دین سے خارج اور بے تعلق قرار دے رکھا ہے (اور اسی وجہ سے اور اجزاء کی تو کم و بیش خاص طور پر یا عام طور پر یعنی وعظ میں کچھ تعلیم و تلقین بھی ہے۔ لیکن اس جزو کا کبھی زبان پر نام تک بھی نہیں آتا۔ اسی لئے علماً و عملاً یہ جزو بالکلیہ نسیاً منسیاً ہو چلا ہے۔ اور میرے نزدیک باہمی الفت و اتفاق میں (جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے۔ اور اس وقت عقلاً بھی بہت چیخ و پکار کر رہے ہیں۔) جو کمی ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ سوءِ معاشرت بھی ہے کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے تکدر و انقباض ہوتا ہے۔ اور وہ رافع مانع ہے انبساط و انشراح کا اعظم مدار ہے الفت باہمد گر کا، حالانکہ خود اس خیال کو کہ اس کو دین سے

ل بھول بھلیاں ۱۲ ٢ خراب برتاؤ

کوئی مس نہیں، آیات و احادیث و اقوال حکمائے دین کے رد کرتے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ
فراخ کر دو تو جگہ کو فراخ کر دیا کرو، اور جب تم سے کہا جائے،
کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑا ہو جایا کرو[1]"

اور ارشاد ہے کہ

دوسرے کے گھر میں (گو وہ مردانہ ہو۔ مگر خاص خلوت گاہ ہو) بے اجازت لئے مت[2] جایا کرو۔" دیکھئے اس میں اپنے جلیسوں کی راحت کی رعایت کا کس طرح حکم فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ایک ساتھ کھانے کے وقت دو دو چھوارے ایک دم سے نہ لینا چاہیئے، تاوقتیکہ اپنے رفیقوں سے اجازت[3] نہ لے لے۔" دیکھئے اس میں ایک نہایت خفیف امر سے محض اس وجہ سے کہ بے تمیزی ہے اور دوسروں کو ناگوار ہو گا۔ ممانعت کر دی۔ اور حضورؐ ہی کا ارشاد ہے کہ "جو شخص لہسن اور پیاز (خام) کھائے۔ تو ہم سے یعنی (مجمع) سے علیحدہ[4] رہے۔" دیکھئے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک خفیف سی اذیت ہو گی۔ منع فرما دیا۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ "مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ وہ تنگ ہو جائے[5]۔ اس میں ایسے ممانعت ہے جس سے دوسروں کے قلب پر تنگی ہو۔" اور ارشاد فرمایا ہے کہ "لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جائے

---

[1] سورۂ مجادلہ [2] سورۂ نور [3] متفق علیہ [4] متفق علیہ [5] متفق علیہ ۱۲

مگر جب تک کہ دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ ہاتھ نہ کھینچے۔ کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا شرما کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے، اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت باقی ہو[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کام نہ کرے۔ جس سے دوسرا آدمی شرما جائے۔ بعضے آدمی طبعی طور پر مجمع میں کسی چیز سے شرماتے ہیں اور ان کو گرانی ہوتی ہے یا ان سے مجمع میں کوئی چیز مانگی جائے تو انکار وعذر کرنے سے شرماتے ہیں۔ گو پہلی صورت میں لینے کو جی چاہتا ہے اور دوسری صورت میں دینے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسے شخص کو مجمع میں نہ دے۔

۴ نہ مجمع میں اس سے مانگے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت جابرؓ درِ دولت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے پوچھا کون ہے، انہوں نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ نے ناگواری سے فرمایا میں ہوں میں ہوں[2]۔ اس سے معلوم ہوا کہ بات صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے میں تکلیف ہو الجھن میں ڈالنا ہے۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا، مگر آپ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپؐ کو ناگوار[3] ہوتا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص، ادب وتعظیم یا کوئی خاص خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو۔ اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے۔ گو اپنی خواہش ہو، مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے۔ بعضے لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں۔ بزرگوں

[1] رواہ ابن ماجہ ۱۲ [2] متفق علیہ ۱۲ [3] ترمذی ۱۲

کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور ارشاد ہے کہ "ایسے دو شخصوں کے درمیان میں جو قصداً پاس پاس بیٹھے ہوں، جاکر بیٹھنا حلال نہیں۔ بدون ان کے اذن[۲] کے۔" اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو کدورت ہو، نہ چاہیئے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔ اور آواز کو پست[۳] فرماتے، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جلیس کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو سخت آواز سے بھی اذیت و وحشت نہ ہو۔ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو جو شخص جس جگہ پہنچ جاتا وہاں ہی بیٹھ جاتا[۴]
یعنی لوگوں کو چیر پھاڑ کر آگے نہ بڑھتا، اس سے بھی مجلس کا ادب ثابت ۵
ہوتا ہے کہ ان کو اتنی ایذا بھی نہ پہنچائے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً اور حضرت سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ عیادت میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے، تھوڑا بیٹھ کر ہی جلد اٹھ کھڑا ہو۔ اس حدیث میں کسی قدر دقیق رعایت ہے اس امر کی کہ کسی کی گرانی کا سبب بھی نہ بنے۔ کیونکہ بعض اوقات کسی کے بیٹھنے سے مریض کو کروٹ بدلنے میں یا پاؤں پھیلانے میں یا بات چیت کرنے میں ایک گونہ تکلف ہوتا ہے۔ البتہ جس کے بیٹھنے سے اس کو راحت ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے غسل جمعہ کے ضروری ہونے کی یہی علت بیان فرمائی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اکثر لوگ غریب مزدوری پیشہ تھے، میلے

---

۱ ترمذی ۱۲ ۲ ترمذی ۱۲ ۳ ابوداؤد ۱۲ ۴ رزین ۵ د ۱۲ ۶ بیہقی ۱۲

کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھیلتی ہے، اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا۔ پھر بعد میں یہ وجوب منسوخ ہوگیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس کی کوشش واجب ہے کہ کسی کو کسی سے معمولی اذیت بھی نہ پہنچے۔ اور سنن نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ شب برات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر سے آہستہ اُٹھے اور اس خیال سے کہ حضرت عائشہؓ سوتی ہوں گی۔ بے چین نہ ہوں۔ آہستہ نعل مبارک پہنے اور آہستہ سے کواڑ کھولے اور آہستہ سے باہر تشریف لے گئے اور آہستہ سے کواڑ بند کئے۔ اس میں سونے والے کی کس قدر رعایت ہے۔ کہ ایسی آواز یا کھڑکا بھی نہ کیا جائے جس سے سونے والا دفعتہً جاگ اٹھے

۶ اور پریشان ہو۔ اور صحیح مسلم میں حضرت مقدادؓ بن اسود سے ایک طویل قصے میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد عشاء اگر لیٹ رہتے۔ حضور اقدس دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا۔ اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگتے ہوں، اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہوا جو اس سے پہلی حدیث میں معلوم ہوا تھا۔ اور بکثرت حدیثیں اس باب کی موجود ہیں، روایات فقہیہ میں ایسے شخص کو جو طعام وغیرہ یا درس یا اوراد[۱] میں مشغول ہو، سلام نہ کرنا مصرح ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت کسی مشغول شغل ضروری کے قلب کو منتشر اور جانب کرنا شرعاً ناپسند ہے

[۱] ابوداود [۲] اور جن احادیث کے حوالے متن میں نہیں ہیں وہ سب مشکوٰۃ و تعلیم الدین سے نقل کی ہے [۳] وظیفوں ۱۲

سی طرح گندہ دہنی کے مرض میں جو شخص مبتلا ہو اس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہا نے نقل کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب کا انسداد نہایت ضروری ہے۔ ان دلائل میں مجموعی طور پر نظر کرنے سے بدلالت واضحہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے نہایت درجہ پر اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت، کوئی حالت دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجہ میں بھی کسی قسم کی تکلیف و اذیت یا ثقل و گرانی، یا ضیق و تنگی یا تکدر یا انقباض یا کراہت و ناگواری، یا تشویش و پریشانی یا توحش و خلجان کا سبب و موجب نہ ہو اور شارع علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنے فعل ہی سے صرف اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ خدام کے قلت[1] اعتناء کے موقع پر ان آداب کے عمل کرنے پر بھی مجبور فرمایا اور ان سے کام لے کر بھی بتلایا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام اور بدون استیذان[2] داخل ہو گئے، آپ نے فرمایا باہر واپس جاؤ اور السلام علیکم کیا میں حاضر ہوں کہہ کر پھر آؤ، اور فی الحقیقت حسن اخلاق مع الناس کا راس و اساس ایک امر ہے کہ کسی کو کسی سے کلفت و ایذا نہ پہنچے۔ جس کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ المسلم[3] من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ (رواہ البخاری) اور جس امر سے اذیت ہو گو وہ صورت خدمت مالی ہو یا جانی ہو، یا ادب و تعظیم ہو، جو عرف میں حسن خلق[4] سمجھا جاتا ہے مگر اس

---

[1] لاپرواہی ۱۲ [2] بغیر اجازت ۱۲ [3] مسلمان (کامل) تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے بھی کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ۱۲ [4] اچھی عادت ۱۲۔

حالت میں وہ سب سوءِ خلق میں داخل ہے۔ کیونکہ راحت، کہ جانِ خلق ہے مقدم ہے خدمت پر کہ پوست خلق ہے اور قشر بلالب کا بیکار ہونا ظاہر ہے۔ اور گو شعائر ہونے کے مرتبہ میں باب معاشرت مؤخر ہے باب عقائد و عبادات فریضہ سے۔ لیکن اس اعتبار سے (کہ عقائد و عبادات کے اخلال سے اپنا ہی ضرر ہے اور معاشرت کے اخلال سے دوسروں کا ضرر ہے، اور دوسروں کو ضرر پہنچانا اشد ہے اپنے نفس کو ضرر پہنچانے سے) اس درجہ میں اس کو ان دونوں پر تقدم ہے، آخر کوئی بات تو ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں "الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا" کو، کہ دال ہے حسنِ معاشرت پر ذکر میں مقدم فرمایا، صلوٰۃ و خشیت و اعتدال فی الانفاق و توحید پر جو کہ باب طاعات مفروضہ و عقائد سے ہیں اور یہ تقدم علی الفرائض تو محض بعض وجوہ سے ہے۔ لیکن نفل عبادت پر اس کا تقدم من کل الوجوہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو عورتوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک تو نماز روزہ کثرت سے کرتی تھی، (یعنی نوافل، کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہے) مگر اپنے ہمسایوں کو ایذا پہنچاتی تھی۔ دوسری زیادہ نماز روزہ نہ کرتی تھی (یعنی صرف ضروریات پر اکتفا کرتی تھی) مگر ہمسایوں کو ایذا نہ دیتی تھی۔ آپ نے پہلی کو دوزخی دوسری کو

---

[1] بری عادت ۱۲ [2] چھلکا بغیر مغز کے ۱۲ [3] جو لوگ کہ زمین پر متواضع چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل کوئی بات چیت کرتے ہیں تو اچھی بات کہتے ہیں۔ ۱۲ [4] نماز اور خوف و خرچ میں اعتدال کرنے اور توحید ۱۲ [5] فرائض پر مقدم کرنا ۱۲۔

بلفتی فرمایا۔ اور باب معاملات سے گو اس حیثیتِ مذکورہ سے یہ مقدم نہیں کیونکہ اس کے اخلال سے بھی دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر ایک دوسری حیثیت سے یہ اس سے بھی اہم ہے۔ اور وہ یہ کہ گو عوام نہ سہی مگر خواص باب معاملات کو داخلِ دین سمجھتے ہیں۔ اور باب معاشرت کو بجز اخص الخواص کے بہت خواص بھی داخلِ دین نہیں سمجھتے۔ اور جو بعض سمجھتے بھی ہیں مگر معاملات کے برابر اس کو مہتم بالشان[2] اعتقاد نہیں کرتے۔ اور اسی وجہ سے عملاً بھی اس کا اعتنا[3] کم کرتے ہیں اور اخلاق باطنی کی اصلاح عبادات مفروضہ کے حکم میں ہے، جو حیثیت تقدم معاشرت علی العبادات کی اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ یہاں بھی جاری ہے

غرض اس جزء یعنی باب معاشرت کا سب اجزاءِ دین سے مقدم و مہتم بالشان ٩
ہونا کسی سے من وجہ اور کسی سے من وجہ ثابت ہو گیا، مگر باوجود اس کے عوام کا تو بکثرت اور خواص میں سے بعض کا اس کی طرف خود عملاً بھی التفات کم ہے اور جو کسی نے خود عمل بھی کیا، مگر دوسروں کو خواہ وہ اجانب ہوں یا اپنے متعلقین ہوں روک ٹوک یا تعلیم و اصلاح کرنا تو مفقود محض ہے۔

اس وجہ سے مدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ کچھ ضروری آداب معاشرت جن کا اکثر اوقات موقع اور اتفاق پڑتا ہے، تحریراً ضبط کر دیئے جائیں، اور گو یہ احقر مدتوں سے اپنے متعلقین کو ایسے مواقع پر زبانی احتساب کرتا رہتا ہے گو اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں

---

[1] ترغیب و ترہیب منذری عن احمد و بزار و ابن حبان و حاکم و ابو بکر بن ابی

[2] اہتمام کے قابل ١٢ [3] پرواہ

جنت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر کے اصلاح فرمائے۔ اور اکثر وعظ میں بھی ایسے امور کی تعلیم و تبلیغ کرتا ہوں، مگر حسب قول مشہور "العلمُ صیدٌ والکتابۃُ قیدٌ" "جو بات تحریر میں ہے تقریر میں کہاں" اس لئے تحریر ہی کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ مگر اتفاق سے دیر ہی ہوتی گئی؛ خدائے تعالیٰ کے علم میں اُس کا یہی وقت مقدر تھا، اور "کیف ما اتفق" جو بات یاد آئے گی یا پیش آئے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتا چلا جاؤں گا۔ اگر یہ رسالہ بچوں بلکہ بڑوں کو بھی پڑھایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں لطفِ جنت نصیب ہونے لگے گا۔ جیسا کہا گیا ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزاری نباشد ۱۰
کسے را با کسے کارے نباشد

واللہ ولی التوفیق وھو خیر رفیق

*****

؎ الحمد للہ کہ اب اسکی نوبت آئی۔ میں ہر تعلیم کے لیے لفظ ادب کو سرخی قرار دوں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادب ۱ - جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے۔ یا قصداً مقامِ خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے یا سونے کے لئے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہو گا یا اس کو گرانی و پریشانی ہو گی، ایسے وقت میں
اس سے کلام و سلام مت کرو، بلکہ یا تو چلے جاؤ - اور اگر بہت ہی ضرورت کی 11
بات ہو تو مخاطب سے پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دے۔ اس سے تنگی نہیں ہوتی اور یا فرصت کا انتظار کرو، جب اس کو فارغ دیکھو مل لو۔

ادب ۲ - جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے، بلکہ اس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب ۳ - مصافحہ ایسے وقت مت کرو کہ دوسرے کے ہاتھ ایسے شغل میں رکے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو خلجان ہو گا، بلکہ سلام

پر کفایت کرو اور اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لئے منتظر اجازت مت رہو بلکہ خود بیٹھ جاؤ۔

ادب ۴:۔ بعضے آدمی صاف بات نہیں کہتے۔ تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں۔ اس سے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے۔ جس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہیئے۔

ادب ۵۔ بعضے آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس سے دل اُلجھتا ہے، یا پشت کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں۔ سو اگر وہ اپنی جگہ سے اُٹھنا چاہے تو پیچھے نماز پڑھنے والے کی وجہ سے
12 اٹھ نہیں سکتا اور محبوس ہو جاتا ہے اور اس سے تنگی ہوتی ہے۔

ادب ۶:۔ بعضے آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گذرنے والوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے مثلاً در کے سامنے یا دیوارِ شرقی سے بالکل مِل کر نہ پشت کی طرف سے نکلنے کی گنجائش رہے اور نہ سامنے سے بوجہ گناہ کے گذر سکے۔ سو ایسا نہ کرے، بلکہ دیوار قبلہ کے قریب ایک گوشہ میں نماز پڑھے۔

ادب ۷:۔ کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یا روبرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دو۔ اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو، کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہے تو بدون

اس کی رضا کے اس کے راز پر مطلع ہونا بری بات ہے۔ بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو۔ البتہ اگر تمہارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات ہوتی ہو تو اس کو ہر طرح سن لینا درست ہے تاکہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔

ادب: کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ قرائن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گرانی کے بھی انکار نہ کر سکے گا۔ اگرچہ یہ مانگنا بطور قرض یا رعایت ہی کے ہو۔ البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گرانی ہی نہ ہوگی یا اگر گرانی ہوئی تو یہ آزادی سے عذر کر دے گا تو مضائقہ نہیں۔ اور یہی تفصیل ہے ٣
کسی کام بتلانے میں کوئی فرمائش کرنے میں، کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں اس میں آج کل بہت ہی شامل ہے۔

ادب۔ اگر کسی بزرگ کا جوتہ اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو۔ اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب۔ بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے۔ کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے، اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہوتی ہے۔

ادب ١١ - کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبراوے اور نہ اس قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلف ہو۔

ادب ١٢ - مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پہ بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

مہمانی کے آداب

ادب ١٣ - اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا منظور نہ ہو، خواہ تو اس وجہ سے کہ کھا چکے ہو یا روزہ ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی ان کو اطلاع کر دو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں

١٤ گا، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو تعب بھی ہو پھر کھانے کے وقت اس سے یہ اطلاع کرو تو اس کا یہ سب اہتمام وطعام ضائع ہی گیا۔

ادب ١٤ - اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کئے ہوئے قبول نہ کرے۔

ادب ١٥ - اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ جہاں جائے میزبان سے اطلاع کر دے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

ادب ١٦ - کوئی حاجت لے کر کہیں جائے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہہ دے۔ انتظار نہ کرائے۔ بعضے آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملنے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہو گیا۔ اور موقع بھی نہ رہا۔ اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۱۷۔ اسی طرح جب بات کرنا ہو، سامنے بیٹھ کر بات کرے پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

ادب ۱۸۔ کوئی چیز کئی شخصوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو شخص اس کو اٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھدے اس کا بہت اہتمام کرے۔

ادب ۱۹۔ بعض دفعہ کسی ایسے موقعہ پر جہاں ہر وقت چارپائی نہیں بچھی رہتی سوتے یا بیٹھنے کے لئے چارپائی بچھائی جاتی ہے۔ سو جب فارغ ہو جائے اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے۔ تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

15 ادب ۲۰۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، نہ حاضرانہ جیسے بعضے آدمی لکھتے ہیں۔ دیکھتے جاتے ہیں۔ اور نہ غائبانہ۔

ادب ۲۱۔ اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے، گو وہ چھپا ہوا کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

ادب ۲۲۔ جو شخص کھانے کے لئے جا رہا ہو یا بلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ۔ کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تواضع کرتا ہے، اور دل اندر سے نہیں چاہتا اور بعضے جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحب خانہ کی سبکی ہے۔

پھر خود صاحب خانہ کا اول دہلہ میں تردد یہ بھی مستقل ایذا ہے۔

ادب ۲۳۔ جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو، جس کو پہلے
بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہئے
قرائن پر یا پہلی بات کے بھروسہ پر ناتمام بات نہ کہے۔ ممکن ہے مخاطب کو
پہلی بات یاد نہ رہی ہو، اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب ۲۴۔ بعضے آدمی پیچھے بیٹھ کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی
آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے، سو اس حرکت سے
سخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آبیٹھے، اور جو کچھ کہنا
ہو کہہ دے، اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو،
ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جائے کہ اس کو ١٦
اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو ورنہ اس سے بھی احیاناً پریشان ہو جاتا
ہے۔ پھر جب یہ فارغ ہو جائے پاس آبیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہہ سن لے۔

ادب ۲۵۔ جو آدمی تیزی کے ساتھ جا رہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ
کے لئے مت روکو، کہ شاید اس کا کوئی حرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں
کھڑا کر کے بات مت کرو۔

ادب ۲۶۔ بعضے آدمی مجلس میں پہنچ کر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے
ہیں۔ اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور
فراغ تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جس
کے پاس قصداً کر کے آئے ہو۔ اس کے مصافحہ پر کفایت کرو، البتہ اگر دوسروں

اسے بھی تعارف ہو تو مضائقہ۔

ادب ۲۷۔ اگر کہیں جائے اور صاحب خانہ سے کچھ حاجت یا فرمائش کرنا ہو۔ مثلاً کسی بزرگ سے کوئی تبرک لینا ہو تو ایسے وقت میں اس کو ظاہر کردو اور درخواست کرو کہ اس شخص کو اس کے پورا کرنے کا وقت بھی ملے۔ بعضے آدمی عین رخصت ہونے کے وقت فرمائش کرتے ہیں تو اس میں صاحب خانہ کو بہت تنگی پیش آتی ہے۔ وقت تو محدود ہوتا ہے کیونکہ مہمان جانے پر تیار ہے اور ممکن ہے کہ اس محدود وقت کے اندر اس کو مہلت نہ ہو، کسی کام میں مشغول ہو پس نہ تو اس کے کام کا حرج گوارا ہے نہ اس درخواست کا رد کرنا گوارا ہے تو اس سے بہت تنگی پیش آتی ہے۔ تو ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص کو تنگی ہو روا نہیں۔ اور تبرک مانگنے میں اس کا بھی لحاظ رکھو کہ وہ چیز ان بزرگ سے بالکل زائد ہو۔ ورنہ سہل یہ ہے کہ چیز اپنے پاس سے یہ کہہ کر ان کو دے دو کہ آپ اس کا استعمال کر کے ہم کو دیجئے۔

ادب ۲۸۔ بعضے آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل آہستہ کہ بالکل سنائی نہ دے۔ یا ناتمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے۔ کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و الجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے، بات کے ہر جزو کو بہت صاف کہنا چاہیئے۔

ادب ۲۹:۔ بات کو اچھی طرح توجہ سے سننا چاہیئے۔ اور اگر کچھ شبہ رہے تو متکلم سے فوراً دوبارہ تحقیق کرنا چاہئے بے سمجھے محض اجتہاد سے عمل

نہ کرے، بعض اوقات غلط فہمی کے ساتھ عمل کرنے سے متکلم کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۳۰۔ اگر کوئی اپنا مطاع کوئی کام بتلائے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہیئے۔ اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب ۳۱۔ کہیں مہمان جائے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے۔ البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

ادب ۳۲۔ جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔

ادب ۳۳۔ ایک نووارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤ گے؟ اس
۱۸ نے جواب دیا جب حکم ہو۔ اس پر تعلیم کی گئی کہ یہ مہمل جواب ہے۔ مجھ کو کیا خبر کہ تمہاری کیا حالت ہے، کیا مصلحت ہے، کس قدر گنجائش وقت میں ہے۔ یوں چاہیئے کہ جواب میں اپنے ارادہ سے اطلاع دے۔ اور اگر ایسا ہی ادب و اطاعت و تفویض کا غلبہ ہے تو بعد اطلاع ارادہ کے اتنا اور کہہ دے کہ میرا ارادہ تو اس طرح ہے۔ آگے جس طرح حکم ہو۔ غرض ایسا جواب مت دو کہ پوچھنے والے پر بار پڑے۔

ادب ۳۴۔ ایک طالب علم نے کسی کے لئے تعویذ دردِ زہ مانگا اس کو تعلیم کیا گیا کہ طالب علم کو دوسروں کے حوائج دنیویہ میں نہ پڑنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص اس سے ایسی فرمائش کرے تو عذر کر دے کہ ہم کو اس سے معاف کرو، خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۵ - ایک طالب علم مہمان آئے جو پہلے بھی آئے تھے اور دوسری جگہ ٹھیرے تھے اور اب کی بار یہاں ٹھیرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اس دفعہ تمہارے پاس ٹھیرا ہوں - اس لئے کھانا نہیں بھیجا گیا - بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا کھانا منگایا گیا - اور ان کی فہمائش کی کہ ایسی حالت میں از خود ظاہر کر دینا چاہیئے تھا - کیونکہ بے کہے کیسے معلوم ہو، اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا - کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جائے -

ادب ۳۶ - مہمان را با فضولے چہ کار، ایک مہمان نے دوسرے
مہمان سے کہا تھا کہ کھانا تیار ہے - ١٩

ادب ۳۷ - ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ - فرمایا کہ تحکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہیئے - یہ بد اخلاقی ہے - یوں کہنا چاہیے کہ تھوڑا پانی دیجئے گا -

ادب ۳۸ - ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے - اس میں مہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل - اسی طرح ہدیہ سفر میں بعض اتنی مقدار میں دیتے ہیں کہ لے جانا زحمت ہو جاتا ہے - اگر ایسا شوق ہو مقام قیام پر پارسل کے ذریعہ سے بھیج دے -

ادب ۳۹ - (بدنی) خدمت شیخ پہلی ملاقات میں کرنا سخت بار معلوم ہوتا ہے اگر شوق ہے پہلے بے تکلفی پیدا کرے -

ادب ۴۰ اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو نئے آنے

والے کو یہ چاہیئے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلۂ گفتگو میں مزاحم نہ ہو، بلکہ چاہیئے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے پھر موقعہ سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

ادب ۳۱۔ کھانے پر اصرار تکلف کے ساتھ خلاف مصلحت مہمان نہ چاہیئے۔

ادب ۳۲۔ خواہ مخواہ بیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقعہ پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے مانع ہوتا ہے نہیں چاہیئے۔

ادب ۳۳۔ جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ رکھ کر ۲۰
جگہ کر کے مسجد وغیرہ میں نہ جانا چاہیئے، جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو وہ اسی کا حق ہے، وہیں آکر دیکھے گا۔ نہ ملے گا پریشان ہو گا۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد

ادب ۳۴۔ وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو مختل کرتا ہے۔ البتہ اپنی جگہ بیٹھا رہے تو کچھ حرج نہیں۔

ادب ۳۵۔ بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دے۔ تکلیف کی تمہید وغیرہ نہ کرے۔

ادب ۳۶۔ کسی کے توسط سے بلا ضرورت پیغام نہ پہنچائے، جو کچھ کہنا ہو خود بے تکلف کہہ دے۔

ادب ۴۷ - ہدیہ کے بعد فوراً ہدیہ دینے والے کے سامنے اس رقم کو چندہ خیر میں بھی دینا دل شکنی ہے، ایسے وقت میں دے کہ اس کو معلوم نہ ہو -

ادب ۴۸ - ایک دیہاتی کچھ باتیں کر رہا تھا، بعض باتیں بے تمیزی کی بھی کرنے لگا - ایک شخص نے اہل مجلس میں سے اشارہ سے اس کو روک دیا، اس شخص کو سختی سے تنبیہ کی کہ تم کو اس کے روکنے کا کیا حق تھا - تم لوگوں کو مرعوب کرتے ہو - میری مجلس کو فرعون کی مجلس بناتے ہو، اگر کہا جائے کہ بے تمیزی کرتا تھا سو بے تمیزی سے روکنے کے لئے خدا نے مجھ کو بھی زبان دی ہے - تم کیوں دخل دیتے ہو، اور اس دیہاتی سے کہا کہ جو ۲۱
کچھ کہنا ہے آزادی سے کہو -

ادب ۴۹ - اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت کرے تو خود ان سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آئیے بعض اوقات یاد نہیں رہتا، نیز اپنا کام ان سے لینا خلافِ ادب بھی ہے - بلکہ ان سے اجازت لے کر اس متعلق سے خود کہہ دے اور اس متعلق کو بھی چاہیئے کہ اپنے بزرگ سے پوچھ کر منظور کرے -

ادب ۵۰ - ایک شخص گلاس میں پانی لاتا تھا - کبھی اپنے لیے پڑھواتا تھا، کبھی کسی اور کے لئے، مگر بدون پوچھے یہ نہیں بتلاتا تھا کہ اس وقت کس کے لئے پڑھواتا ہوں اس کو فہمائش کی گئی کہ مجھ کو علم غیب نہیں امتیاز کا اور کوئی قرینہ اصطلاحیہ بھی مقرر نہیں کیا گیا تو ہر بار میں

استفسار کا بار مجھ پر رکھنا یہ بھی خلافِ تہذیب ہے۔ گلاس رکھ کر از خود یہ کہہ دیا کرو کہ فلاں شخص کے لیئے پڑھوانا ہے،

ادب ۵۱۔ بعض لوگ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک تعویز دے دو، اور بدون پوچھے نہیں بتلاتے کہ کس بات کا، اس میں بھی تکلیف ہوتی ہے

ادب ۵۲۔ ایک شخص نے کچھ آٹا لاکر رکھ دیا کہ یہ لایا ہوں اور یہ نہیں کہا کس واسطے، اس کو واپس کردیا کہ جب تک پیش کرنے کے ساتھ از خود یہ نہ کہو گے کہ میرے واسطے لائے ہو یا مدرسہ کے لیئے۔ اس وقت تک نہ لیا جائے گا۔

۲۲ ادب ۵۳۔ استنجا خانہ کو جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک طالب علم وہاں پیشاب کر رہا ہے، اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ذرا فاصلے سے آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ جب زیادہ دیر ہو گئی تو سامنے ہو کر دیکھا تو وہ طالب علم صاحب پیشاب سے فارغ ہو کر استنجا خشک کرنے کے لئے بھی وہیں کھڑے ہیں۔ اس پر ان کو فہمائش کی گئی کہ اب اس جگہ کو محبوس کرنے کی کیا ضرورت ہے، یہاں سے ہٹ کر استنجا خشک کرنا چاہیئے تھا۔ بعضے لوگ لحاظ کے سبب اس جگہ کے خالی ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ دوسرے کے ہوتے ہوئے آتے ہوئے شرماتے ہیں۔

ادب ۵۴۔ ایک شخص کو دیکھا کہ استنجا سکھلاتا ہوا ایک عام گذرگاہ پر ٹہل رہا ہے اس پر فہمائش کی کہ حتی الامکان لوگوں کی نظر سے چھپ کر استنجا سکھلانا چاہیئے جسقدر بھی دوری ممکن ہو،

ادب۵۵ - مجھ کو مدرسہ کی ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو میرے ایک دوست کے پاس امانت تھی وہ اس وقت موجود نہ تھے، میں نے اُن کے بیٹھنے کی جگہ اس کی تلاش کرائی نہ ملی۔ خود دیکھنے اٹھا نہ ملی۔ دفعتہً کسی کی نظر پڑی کہ اسی جگہ ایک طالب علم صاحب وہاں ہی بیٹھے تکرار کسی کتاب کا کر رہے ہیں اور سر کے نیچے بطور تکیہ کے وہ مدرسہ کی کتاب رکھ چھوڑی ہے جو ان کے کتاب کے نیچے ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ دفعتہً وہ پہچانی گئی تب وہ ملی۔ ان طالب علم صاحب کو ملامت کی گئی کہ بلا اطلاع کسی کی چیز کا استعمال کرنا اول تو ناجائز ہے۔ دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ تمہاری بدولت اتنی دیر تک کئی آدمی پریشان رہے۔ ایسی حرکتیں مت کیا کرو۔ ۲۳

ادب۵۶ - کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہیے، تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔

ادب۵۷ پنکھا جھلنے والوں کو کئی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا۔ اول تو یہ کہ پہلے پنکھے کو ہاتھ سے یا کپڑے سے خوب جھاڑ دو، کیونکہ بعض اوقات پنکھے کے فرش پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار کبھی کوئی باریک سا ریزہ مٹی کا یا چونے کا یا کنکر کا لگا رہتا ہے اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا پڑتا ہے، جس سے تکلیف ہوتی ہے، دوسرے ہاتھ ایسے انداز سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے اور نہ اس قدر اونچا ہے کہ ہوا ہی نہ لگے۔ اور ایسے زور سے بھی مت جھلو جس سے دوسرا پریشان

لہ۔ اس نمبر اور نمبر ۲۰ کا مضمون ایک ہے بظاہر یہ تکرار سہواً ہوا ہے۔ محمد شفیع ۱۲

ہو۔ تیسرے اس کا خیال رکھو کہ کسی پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو ایذا نہ ہو، مثلاً پنکھا اُس کے منہ سے اڑا دیا جائے، یا دیوار کی طرح اس کے سامنے بطور آڑ کے ہو جائے۔ چوتھے جب مخدوم اٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو۔ تاکہ لگ نہ جائے۔ پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ نکالنے لگیں تو پنکھا روک لو۔ مشین کی طرح تار نہ باندھ دو۔

ادب۵۸۔ بعض طبائع پر ایسے شخص سے ہدیہ لینا گراں گذرتا ہے۔ جن کی کوئی حاجت ان سے متعلق ہو، مثلاً دعا کرانا، کوئی تعویذ لینا، سفارش کرانا، مرید ہونا، ومثل ذالک، سو اس کی بہت احتیاط رکھے۔ ہدیہ تو محض
۲۴ محبت سے ہونا چاہیئے جس میں کوئی غرض نہ ہو، اگر کوئی حاجت ہی ہو تو اس کے ساتھ نہ ملائے بلکہ جب حاجت پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ ہدیہ اس واسطے دیا تھا۔ اور جب ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی حاجت کے لیے دیا ہے۔

ادب۵۹۔ ایک صاحب تو میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے کہ میں گھر سے آکر وضو کروں گا، لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر رکھ دیا۔ جب میں مسجد میں آیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا۔ سیدھا مسجد میں چلا گیا، مگر مسجد میں پہنچ کر اتفاق سے بلا قصد اس لوٹے پر نظر پڑی، اپنی مسواک پہچان کر سمجھا کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے میں نے تحقیق کیا کہ کس نے رکھا ہے، بہت تشویش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا، میں نے اس وقت مجملاً اور نماز پڑھ کر مفصلاً ان صاحب

کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں وضو کروں لوٹا بھر
کر رکھدیا، اور یہ احتمال نہ ہوا کہ شاید وضو ہو، چنانچہ وہ تمہارا واقع میں غلط
نکلا۔ اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا تو اس صورت میں اگر اتفاق سے میری
نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے تو یہ لوٹا یوں ہی
بھرا ہوا رکھا رہتا۔ اور کوئی برت نہ سکتا۔ اول تو اس کے بھرے ہونے کی
وجہ سے کہ یہ قرینہ ہے، کہ کسی نے اپنے لئے رکھا ہے اور دوسرے اس
پر مسواک رکھے رہنے کے سبب سے کہ یہ تو عادتاً قرینہ قطعیہ ہے دوسروں
کو استعمال سے روکنے کا، پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا تو تم نے
ایسی چیز کو بلا ضرورت محبوس کیا جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے جو کہ ۲۵
اس کی وضع و نیت واقف کے خلاف ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے
یہ لوٹے کے متعلق ہوا، اب مسواک رہی سو تم نے بلا ضرورت اس کو
محفوظ جگہ سے ہٹا ایک غیر محفوظ جگہ میں رکھدیا۔ اور چونکہ اس کا انتظام
نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اس کی نگرانی بھی کی جائے کہ بعد فراغ اس
کو پھر پہلی جگہ رکھ دیا جائے، کیونکہ لوٹے پر رکھ کر بزعم خود یقین کر لیا
گیا کہ فلاں شخص اس کو استعمال کرے گا اور استعمال کر کے اٹھا کر بھی رکھ
دے گا۔ تو اس لئے اس کو ضیاع کے خطرہ میں ڈال دیا۔ تمہاری یہ خدمت
اتنے ناجائز امور اور کلفتوں کا سبب ہوئی۔ آئندہ سے کبھی ایسا مت
کرو یا تو اجازت لے کر ایسا کرو، یا جس وقت دیکھو کہ وضو کے لئے آمادہ
ہے اس وقت مضائقہ نہیں ورنہ بے قاعدہ خدمت سے بجائے راحت

کے اور الٹی کوفت ہوتی ہے۔

لطیفہ:۔ یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت ان کی طاعت کی ہے، جیسے یہ صورت خدمت تھی، مگر اس میں مفاسد مخفی و مضمر ہوتے ہیں جن کو کم فہم نہیں جانتے جیسے اس خدمت میں باریک خرابیاں تھیں جن کو خدمت کرنے والے نے نہ جانا۔

ادب ۲۶۔ ایک طالب علم نے مدرسہ ہی میں ایک رقعہ میں حاجت کپڑے کی لکھوا کر دوسرے طالب علم کے ہاتھ بھیجا۔ درخواست کنندہ کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے بیان کیا کہ مجھ کو کوئی کام نکل آیا تھا اس لئے دوسرے کے ہاتھ بھیج دیا۔ اس پر فہمائش کی گئی کہ ایک تو اس میں ۲۶
قلتِ ادب ہے کہ باوجود ہر وقت ایک جگہ رہنے کے محض بسبب ایک کام نکل آنے کے۔ نہ کہ بسبب خجالت وحیاء کے (کہ وہ بھی ایک درجہ میں عذر ہوتا ہے) خود آکر استدعا نہیں کی دوسرے کے ہاتھ پیام بھیجا جو کہ مساوات کے درجہ میں ہوتا ہے۔ دوسرے اس میں بے رغبتی کی صورت ہے کہ بیگار سی ٹال دے۔ تیسرے اس میں دوسرے سے خدمت لینا ہے ابھی سے مخدومیت سیکھتے ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ اس بے تمیزی کی سزا یہ ہے کہ چار روز کے لئے یہ درخواست واپس کرتا ہوں پھر اپنے ہاتھ سے دینا، چنانچہ چوتھے روز پھر اپنے ہاتھ سے درخواست دی اور خوشی سے لے لی گئی۔

ادب ۲۶۔ چند مواقع پر کئی شخصوں کو فہمائش کی گئی، کہ بات

بہت صاف لفظوں میں کہو کہ سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔

ادب ۶۲۔ آج کل کی سفارش جبر و اکراہ ہے کہ اپنے اثر سے دوسروں پر زور ڈالتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں۔ اگر سفارش کرو تو اس طرح سے کہ مخاطب کی آزادی میں ذرہ برابر خلل نہ پڑے۔ وہ جائز بلکہ صواب ہے۔

ادب ۶۳۔ اسی طرح کسی کی وجاہت سے کام نکالنا مثلاً کسی بڑے آدمی سے قرابت ہے اور اس کے کسی معتقد یا اثر ماننے والے کے پاس اپنی کوئی حاجت لے جائے اور قرائن سے معلوم ہو کہ وہ بطیبِ خاطر اس حاجت میں سعی نہ کرے گا بلکہ محض اس بڑے آدمی کے تعلق اور اثر سے کہ بے توجہی میں وہ ناراض نہ ہو جائے تو اس طرح سے کام نکالنا یا کام کی فرمائش کرنا حرام ہے۔ ۲۷

ادب ۶۴۔ ایک شخص نے تعویذ مانگا۔ اس کو ایک وقتِ معین پر آنے کو کہہ دیا وہ دوسرے وقت آیا اور آکر تعویذ مانگا۔ اور کہا کہ مجھ کو تم نے بلایا تھا آیا ہوں۔ اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بلایا تھا۔ میں نے پوچھا کہ بھائی کس وقت آنے کو کہا تھا، تب اس نے وقت بتلایا۔ میں نے کہا کہ اب تو دوسرا وقت ہے۔ جس وقت بلایا تھا اس وقت آنا چاہئے تھا اس نے کسی کام کا عذر کیا۔ میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت عذر تھا ہم کو اس وقت عذر ہے۔ اب یہ کیسے ہو کہ ہر وقت ایک ہی کام کے لئے بیٹھا رہوں، اپنا کوئی کام نہ کروں۔

ادب ۶۵۔ ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے ذریعہ سے ایک

مسئلہ دریافت کیا اور خود پوشیدہ سننے کھڑا ہو گیا۔ اتفاقاً میں نے دیکھ لیا پاس بلا کر دھمکا کر سمجھایا کہ چوروں کی طرح چھپ کر سننے کے کیا معنی؟ کیا کسی نے یہاں آنے سے منع کیا ہے؟ اور اگر شرم آتی تھی تو اپنے فرستادہ سے جواب پوچھ لیتے۔ چھپ کر کسی کی باتیں سننا عیب اور گناہ کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ متکلم کوئی ایسی بات کرے جس کو مخفی سے مخفی کرنا چاہے۔

ادب ۶۶ - ایک شخص فرشی پنکھا کھینچنے لگے۔ میں کسی کام کو اٹھنے لگا تو انہوں نے پنکھے کی رسی اپنی طرف زور سے کھینچ لی تاکہ پنکھا میرے سر میں نہ لگے۔ میں نے سمجھایا کہ ایسا مت کرو۔ اگر میں پنکھے کی جگہ خالی دیکھ کر اسی جگہ کھڑا ہو جاؤں اور اتفاق سے رسی تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو پنکھا سر میں آ کر لگے، بلکہ یہ چاہئے کہ رسی بالکل چھوڑ دو۔ تاکہ پنکھا اپنی جگہ آ کر مستقر ہو جائے۔ پھر اٹھنے والا خود سنبھل کر اٹھ جائے۔

ادب ۶۷ - مہمان کو چاہئے کہ اگر مرچ کم کھانے کا عادی ہو یا پرہیزی کھانا کھاتا ہو تو پہنچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے۔ بعض لوگ جب کھانا دستر خوان پر آجاتا ہے اس وقت نخرے پھیلاتے ہیں

ادب ۶۸ - دستر خوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے، اس وقت بعض خادم اس طرح پنکھا جھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اُڑنے لگتی ہے، اور بعض اوقات اس برتن سے جب چمچہ میں لیتے ہیں تو چمچہ میں سے اڑنے لگتی ہے سو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہئے۔

ادب ۶۹ - بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنے کارندہ

کے ہاتھ بھجوایا گیا تاکہ اس کو ڈاک میں چھوڑ دیا جائے اور یہیں ہی اُس کی، فرمائش کر آیا تھا کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا۔ راہ میں کارندہ نے دیکھا کہ کہ اس وقت ڈاک لے کر ہرکارہ اسٹیشن جاتا ہے۔ کارندہ صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ڈاک خانہ میں جانے سے کل نکلے گا۔ اس ہرکارہ کو دے دیا کہ آج ہی روانہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ہرکارہ ریل کے سب پوسٹ ماسٹر کو دے گا اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے پاس خط بھیجیں گے۔ جب وہ خط نہ آیا تو میں نے تحقیق کیا کہ اس وقت یہ سب قصہ معلوم ہوا۔ میں نے کارندہ صاحب کو بلا کر فہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کے کیسے تصرف کیا، تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی، اور تم کو
29 کیا معلوم کہ ڈاک خانہ کے ذریعہ سے بھیجنے کو ہرکارہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت سے ترجیح دیتا، تم نے اپنے اجتہادِ فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں۔ تم کو دخل دینا کیا ضرور تھا۔ تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہنچا دیتے۔ کارندہ نے معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا

ادب:۔ ایک طالب علم بازار میں جانے کی اجازت لینے کے لئے آیا اور کھڑا ہو گیا۔ میں کسی بات میں مشغول ہو گیا۔ وہ میرے انتظار فراغ میں کھڑا رہا اور مجھ کو اس کا کھڑا ہونا بوجہ صورتِ تقاضہ کے بار معلوم ہوا۔ میں نے سمجھایا کہ اس سے طبیعت تنگ ہوتی ہے، تم کو چاہئے تھا کہ جب مشغول دیکھا تھا بیٹھ جاتے اور جب فارغ دیکھتے گفتگو کرتے۔

ادب:۔ ایک مہمان نے بقصد ہدیہ دینے کے دو روپے میرے

قلمدان میں رکھ دیئے اور مجھ کو خبر نہیں کی، میں نماز عصر کو اٹھا قلمدان وہیں رکھا رہا۔ نماز کے بعد کسی ضرورت سے قلمدان منگایا تو اس میں روپے دیکھے پوچھا گیا تو کسی قدر توقف سے ان صاحب نے اس کی اطلاع کی۔ میں نے وہ روپے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ جب تم کو ہدیہ دینا نہیں آیا تو ہدیہ دینا ہی کیا ضرور۔ کیا یہی طریقہ ہے دینے کا۔ اوّل تو ہدیہ دیتے ہیں۔ راحت و مسرت پہنچانے کو اور جب کہ اس کی تحقیقات میں اس قدر پریشانی ہوئی تو اس کی غرض ہی فوت ہو گئی۔ دوسرے اگر قلمدان میں سے کوئی لے جاتا جس کی نہ تم کو خبر ہوتی اور نہ مجھ کو، تو تم اس گمان میں رہتے کہ ہم نے دو روپے دیئے۔ اور میں اس سے ذرا بھی منتفع نہ ہوتا تو مفت کا احسان ہی میرے سر پر رہتا۔ تیسرے اگر کوئی لے بھی نہ جاتا اور میرے ہی ہاتھ آتے تب بھی مجھ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ کس نے دیئے اور کس کو دیئے اور جب نہ معلوم ہوتا تو چند روز امانت رکھنے پر مجھ کو بار ہوتا۔ پھر لقطہ کی مد میں صرف کر کر دیا جاتا۔ یہ ساری مصیبت تکلف کی ہے۔ سیدھی بات تو یہ ہے کہ جس کو دینا ہو اس کے ہاتھ میں سپرد کر دے۔ اور اگر مجمع سے لحاظ معلوم ہو تو تنہائی میں دیدے۔ اور اگر تنہائی میسر نہ ہو تو کہہ دے کہ میں تنہائی میں کچھ کہوں گا۔ پھر تنہائی ہو دیدے۔ اور مہدی الیہ کو مناسب ہے کہ اس ہدیہ کو ظاہر کر دے۔ خواہ مہدی کے ہوتے ہوئے خواہ اس کے چلے جانے کے بعد جب کہ اس کے شرمانے کا احتمال ہو۔

ادب ۔ ایک سفر میں ایک موضع میں لوگوں نے بلایا۔ وہاں سے

جب رخصت ہو کر چلنے لگا تو گاؤں والوں نے چاہا کہ تھوڑا تھوڑا سب یکجا جمع کر کے کچھ ہدیہ پیش کریں۔ مجھ کو اطلاع ہوئی، میں نے منع کر دیا، کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ بعض اوقات تحریک کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے کہ مخاطب طیب خاطر سے دے رہا ہے۔ یا محرک کے الفاظ سے، دوسرے اگر طیبِ خاطر کی بھی رعایت کر لی، تب بھی جو مصلحت ہے، ہدیہ میں کہ باہم محبت بڑھے، جب یہی پتہ نہ لگا کہ کس نے کیا دیا ہے تو وہ مصلحت مرتب نہ ہوئی، تیسرے بعض اوقات کسی عذر سے بعض ہدایا کا قبول کرنا خلافِ مصلحت ہوتا ہے اور اس عذر کی تحقیق مہدی ہی سے ہو سکتی ہے سو مجتمع ہدایا میں یہ تحقیق بھی دشوار ہے۔ اس لیے جس کو دینا ہو وہ اپنے
ہاتھ سے اس کو دے یا بلا تحریک بطور خود کسی اپنے معتمد کے ہاتھ بھیجے یا ۲۳۱
ہدیہ کے ساتھ مہدی کا رقعہ ہو۔

ادب ۳ے۔ ایک سفر میں بعض لوگ اپنے مکان پر لے جا کر ہدیہ دینے لگے، ان کو سمجھا دیا گیا کہ ایسا کرنے سے دیکھنے والے گھر لے جانے کے واسطے اس کو لازم سمجھیں گے، تو غربا بلا کر تردّد میں پڑیں گے یا نہ بلانے کی حسرت ہوگی، جس کو کوئی چیز دینا ہو میری فرودگاہ پر آ کر گفتگو کرو۔ تا کہ میری آزادی میں خلل نہ پڑے۔

ادب ۴ے۔ ایک شخص سہارنپور سے جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ برف بھیجا تھا، وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہنچے کہ طلبہ جمعہ میں نہ گئے تھے، وہ شخص برف ایک طباق میں رکھ کر

جامع مسجد چلے گئے۔ بعد جمعہ ایک دوست جن سے میں نے وعظ کی درخواست کی تھی وعظ کہنے لگے، چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے میں مدرسہ چلا آیا وہ شخص وعظ میں شریک رہے۔ بہت دیر کے بعد مدرسہ میں آئے۔ اور اس وقت وہ برف پیش کیا جو ایک رومال میں لپٹا ہوا تھا۔ اول تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی، برف کے ساتھ کمبل یا ٹاٹ یا برادہ لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور ان کے اختیار سے باہر تھا لیکن جو کام اُن کے کرنے کا تھا انہوں نے اس میں بھی کوتاہی کی۔ یعنی اول تو آتے ہی برف گھر پہنچاتے، اگر یہ کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آتا تھا تو بعد نماز فوراً آجاتے اور اگر آنے کو جی نہیں چاہتا تھا تو جب بھی آنے لگا تھا۔ تو اس وقت مجھ سے اس
کی اطلاع کر دیتے میں اس کو لے لیتا۔ اب دو گھنٹہ کے بعد آکر سپرد ۳۱
کیا۔ جو قریب قریب کُل کے گھل گیا۔ برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا۔ مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے فہمائش بھی کی، اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت کے خالی فہمائش ناکافی ہوئی اس لئے میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ تاکہ ان کو ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے۔ میں نے کہا کہ تم نے ایک شخص کی امانت ضائع کی، اور جب ضائع ہو گئی۔ اب مجھ کو دینا چاہتے ہو۔ بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا اب اس بقیہ کو آپ ہی خرچ کرو، تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہیے تھا اور اگر لی تھی تو اس کا حق پورا پورا ادا کرنا چاہیے تھا۔

ادب ۷۵۔ میں صبح کو صحرا سے مدرسہ میں آیا اور سہ دری میں

آکر بیٹھا - وہاں ایک عزیز سوتے تھے، میں آہستہ سے بیٹھ گیا، ڈاک لے جانے والا دکھلانے کے لئے روانگی کے خطوط لایا، میں نے دیکھ کر لے جانے کے لئے حوالے کر دیئے - تو اس نے ٹین کے نلکہ میں جو اسی کام کے لئے موضوع ہے زور سے خط چھوڑے جس سے کارڈ اس سے لگ کر بولے میں نے فہمائش کی کہ سوتے ہوئے کی رعایت کرنا چاہیئے -

ادب۔ عشاء کی نماز کے بعد میں مسجد میں اتفاقاً لیٹ گیا - ایک شخص مسافر نا آشنا سا آکر پاؤں دبانے لگے مجھ پر بار ہوا، پوچھا کون؟ انہوں نے اپنا نام اور پتہ بتلایا، مگر میں نے نہیں پہچانا، میں نے پاؤں دبانے سے روک دیا، اور کہا اوّل ملاقات کرنا چاہیئے - پھر اجازت لے کر خدمت کا مضائقہ
٣٣ نہیں، ورنہ خدمت سے گرانی ہوتی ہے اور اگر مقصود اس سے ملاقات ہی ہے تو ملاقات کا یہ طریقہ نہیں - پھر میں نے سمجھا دیا کہ اب عشاء کے بعد آرام کا وقت ہے کہ تم بھی آرام کرو، صبح کو ملنا، چنانچہ صبح ملے، اس وقت پھر اچھی طرح سمجھا دیا -

ادب۔ ایک صاحب نے خط میں بعض مضامین جواب طلب لکھے اور اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ پانچ روپے کا منی آرڈر بھیجتا ہوں، اس مضمون کی وجہ سے اس کے انتظار میں اس خط کا جواب نہ گیا کہ وصول ہونے کے بعد ساتھ ہی ساتھ رسید بھی لکھدی جائے گی، اسی میں کئی روز گذر گئے اور معلوم نہیں کیا سبب روپیہ وصول نہ ہوا اور دوسرے مضامین کے سبب قلب پر تقاضہ جواب کا ہوتا تھا - کئی روز یہی کشمکش و انتظار

رہا۔ آخر ان کو لکھا گیا کہ یا تو خط میں اس کی اطلاع نہ دینا تھا یا اور کچھ جواب
طلب مضامین نہ لکھنے تھے؛

ادب ۴۸ - ایک صاحب اپنے لڑکے کو ساتھ لائے اور ایک مکتب کی
شکایت کی کہ اس کے مہتمم نے میرے لڑکے کو نکال دیا۔ بندہ نے نرمی سے سمجھا
دیا کہ میرا اس مکتب میں کوئی دخل نہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے سنا تھا کہ تم اس
کے سرپرست ہو، میں نے کہا کہ البتہ وہاں کی تنخواہ میری معرفت دی جاتی
ہے، باقی انتظامی امور میں میرا کچھ دخل نہیں، وہ پھر اس مہتمم کی شکایت
کرنے لگے۔ میں نے کہا اس تذکرہ کا کوئی نتیجہ نہ ہوا، اس سے کیا فائدہ بجز غیبت
سنانے کے، تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونے لگے اور وداعی مصافحہ کرتے
وقت پھر کہا کہ اس مہتمم نے بڑی زیادتی کی کہ میرے لڑکے کو خارج کر دیا، چونکہ ۳۴
میں مناسب تصریح کے ساتھ اصل حقیقت ظاہر کر کے ان کو اس شکایت
سے منع کر چکا تھا، ان کی اس مکرر سہ کرر شکایت سے مجھ کو برہمی ہوئی اور
میں نے ان سے تیزی کے ساتھ باز پرس کی کہ افسوس باوجود اس تمام
تر اہتمام کے پھر وہی بات کی جو طبیعت کے خلاف اور محض بے نتیجہ، انہوں
نے کچھ تاویلیں کرنا چاہیں، مگر سب لغو اسی حالت سے ان کو رخصت کیا

ادب ۴۹ - ایک صاحب جو پہلے مل چکے تھے، عشاء کے بعد جس جگہ
بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا ادھر کو آنے لگے، اور ذرا رُک رُک کر اور مجھ کو
دیکھ دیکھ کر آتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے پاس آنا چاہتے
ہیں مگر انتظارِ اجازت میں رُکتے ہیں۔ ایک تو عشاء کے بعد کا وقت ملنے

ملانے کا نہیں ہوتا، خاص کر جو شخص کہ پہلے مل چکا ہو، پھر جب کہ معلوم ہو کہ کوئی کام نہیں محض مجلس آرائی و دربار داری ہی غرض ہے۔ جیسا کہ اکثر کی عادت ہے۔ پھر وظیفہ میں دوسری طرف متوجہ ہونا گراں گذرتا ہے بالخصوص بلا ضرورت پھر طلب اجازت کی صورت سے تقاضہ ہوتا ہے کہ کچھ بولو، یہ سب امور جمع ہو کر ناگواری بڑھی، آخر وظیفہ چھوڑ کر کہنا پڑا کہ صاحب یہ وقت پاس بیٹھنے کا نہیں ہے، کہنے لگے میں تو پانی پینے جاتا تھا۔ اس پر اور زیادہ ناگواری ہوئی کہ اوپر سے بات بناتے ہیں، مگر انہوں نے کہا کہ واقعی پانی پینے جاتا تھا۔ میں نے کہا کہ پھر ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جس سے پورا شبہ ہو اور دوسری طرف سے اور بے رکے جانا چاہئے تھا۔

۲۵ ادب۔ ایک طالب علم مثلاً زید نے مجھ سے اجازت چاہی کہ فلاں طالب علم مثلاً عمرو کے ساتھ شام کو جنگل چلا جایا کروں۔ اور اس طالب علم یعنی عمرو کے ساتھ ایک اور طالب علم کم عمر مثلاً بکر پہلے باجازت استاد کے جایا کرتا تھا اور زید کا اجتماع بکر کے ساتھ ہم لوگوں کے نزدیک خلاف مصلحت تھا تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کی اجازت مانگنے کے وقت یہ بھی ظاہر کرتا کہ اس کے ساتھ بکر بھی جاتا ہے تاکہ پورے واقعہ پر نظر کر کے رائے قائم کی جاتی، مگر نہیں معلوم قصداً یا لاپرواہی سے اس کا خفا کیا، سو اگر مجھ کو احتمال نہ ہوتا تو صرف مضمون درخواست میں کسی مانع کے نہ ہونے سے میں ضرور اجازت دیتا، اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہوتا، مگر اتفاق سے مجھ کو یہ بات معلوم تھی اس لئے مجھ کو یاد آگیا۔ اور پوچھا کہ عمرو کے ساتھ کوئی اور بھی جاتا ہے؟

کہا کہ بکھر جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ پھر تم نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ دھوکہ دینا چاہتے تھے اور میں نے اس کوتاہی پر سخت ملامت کی اور سمجھایا کہ خبردار جس کو اپنا بڑا اور خیر خواہ سمجھتے ہیں اس کی ساتھ ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے

ادب۱۳ - ایک طالب علم سے ایک ملازم کی نسبت دریافت کیا کہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ سو رہا ہے - بعد میں معلوم ہوا کہ اپنی کوٹھری میں جاگتا تھا - اس پر اس طالب علم کو فہمائش کی کہ اوّل تو محض تخمین پر ایک بات کو تحقیقی سمجھنا یہ غلط ہے، اگر خود اس کو غیر تحقیقی سمجھتے تھے تو مخاطب
پر اس کے تخمینی ہونے کو ظاہر کرنا چاہیئے تھا - یوں کہتے کہ شاید سو رہے ۳۷
ہوں، اور یہ بھی علی سبیل التنزیل کہا جاتا ہے، ورنہ اصل جواب تو یہ ہے کہ معلوم نہیں . دیکھ کر بتلاؤں گا، پھر تحقیق کر کے صحیح جواب دیتے، دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ اگر مجھ کو اس کا جاگنا بعد میں معلوم نہ ہوتا اور اسی خیال میں رہتا کہ وہ سوتا ہے تو بعض اوقات بلکہ مجھ کو تو بہت اوقات ایسے موقع پر یہی خیال ہوتا ہے کہ سوتے آدمی کو جگانا بے آرام کرنا بدون ضرورت کے بے رحمی ہے اور اسی خیال سے نہ جگاتا - اور ممکن ہے کہ اس وقت اس سے کسی ضروری کام میں حرج ہو جاتا، گو وہ، ضرورت شدّت کے درجہ تک نہ ہوتی، مگر اس حرج کو اس لئے گوارا کر لیا جاتا کہ سوتے کو جگانا اس سے زیادہ ناگوار تھا - پھر جب بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ سوتا نہ تھا، اب اس حرج کی ناگواری کا اثر قلب پر ہوتا - اور اس راوی پر غصہ آتا تو یہ تمام تر پریشانیاں بدولت اس کے

ہوتیں کہ بلا تحقیق ایک بات کہہ دی تھی، اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔

مرقومہ ایک طالب علم

(اصلاح دادۂ مؤلف)

ادب - ایک شخص آئے، دریافت فرمایا کیسے تشریف لائے کچھ فرمانا ہے؟ جواب میں کہا جی نہیں، ویسے ہی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا، جب جانے لگے مغرب کے بعد فرض و سنت کے درمیان میں تعویذ کی فرمائش کی، فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے، یہ
وقت تعویذ کا نہیں، جب آپ تشریف لائے تھے، تو میں نے استفسار ۳۷
کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے واسطے آیا ہوں، اب اس وقت یہ فرمائش کیسی، اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہئے تھا، لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بڑی بے ادبی ہے، اس کے معنی تو یہ ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا نوکر ہے، کہ جس وقت چاہیں فرمائش کریں اس کی تعمیل ہونا چاہئے۔ اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجئے کہ مجھ کو اس وقت کتنے کام ہیں۔ ایک تو سنتیں و نوافل پڑھنا، پھر بعض ذاکرین و شاغلین کو کچھ کہنا ہے، ان کو سننا، مہمانوں کو کھانا کھلانا افسوس ہے کہ فی زمانہ دنیا سے بالکل ادب و تہذیب مرتفع ہو گیا۔ اب تعویذ کے لئے پھر تشریف لائیے، یاد رکھئے۔ جہاں جائے اوّل مقصود کا ذکر کر دینا چاہئے، بالخصوص پوچھنے پر، میں تو ہر شخص سے آتے کیساتھ

ہی دریافت کر لیتا ہوں، تاکہ جو کچھ کہنا ہے کہہ دے اور اس کا حرج نہ ہو۔ اور نہ میرا حرج ہو، اور میں خود اس وجہ سے پوچھ لیتا ہوں کہ اکثر اہل حوائج آتے ہیں اور بعض اشخاص بوجہ شرم وحیا خود نہیں کہہ سکتے۔ یا مجمع کی وجہ سے پوشیدہ بات کو ظاہر نہیں کر سکتے، پوچھنے سے وہ بتلا دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ خلوت میں کہنے کی بات ہے، میں جب موقع پاتا ہوں علیحدگی میں ان کو بلا کر سن لیتا ہوں۔ اور جب آدمی منہ ہی سے نہ بولے تو کیسے خبر ہو سکتی ہے، مجھے علم غیب تو ہے ہی نہیں؛

ادب ۵۳ ۔ بعد مغرب ایک ذاکر شاغل کو جس کی استدعا پر اس کو
یہ وقت دیا گیا تھا۔ کچھ تلقین کے واسطے پکارا، کیونکہ ذرا دور تھے۔ ان صاحب ۳۸
نے زبان سے ہاں تک نہیں کیا۔ بلکہ خود اپنی جگہ سے اُٹھ کر روانہ ہوئے جس کی اطلاع نہ ہوئی، اس لئے دوبارہ اس خیال سے پکارا کہ شاید سنا نہ ہو، اتنے میں وہ خود آ گئے، استفسار فرمایا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا یا جواب کے لائق مجھ کو نہیں سمجھا، جواب دینے سے داعی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مدعو نے سن لیا۔ اور جواب نہ دینے میں کلفت ہوتی ہے کہ وہ دوسری مرتبہ پکارے، تیسری دفعہ آواز دے، تو دوسرے کو یہ تکلیف محض آپ کی لاپروائی اور سستی کی وجہ سے ہوئی کہ آپ سے زبان نہیں ہلائی گئی۔ اگر آپ ہاں کہہ دیتے تو کیا مشکل تھا، آج کل علوم کی تعلیم ہر جگہ ہے لیکن اخلاق کی تعلیم مثل عنقا ہے، اب طبیعت پریشان ہو گئی پھر دوسرا وقت آپ کو دیا جائے گا، اس میں اس امر کا لحاظ رکھنا!

ادب۴۴ - ایک ذاکر نے اثناء تعلیم میں کہ ابھی تقریر ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا، فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ ایک گفتگو بھی ختم نہیں ہوئی دوسری بات اس میں داخل کر دی ؎

سخن را سر ست اے خردمند و بن   میاں در سخن در میان سخن

خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش   نگوید سخن در میان سخن

آپ کی دخل دہی کے یہ معنی ہیں کہ مقصود خواب بیان کرنا تھا اور تعلیم و تلقین آپ کے نزدیک فضول ہے، گویا میرا اتنی دیر تقریر کرنا ضائع گیا آئندہ ایسی حرکت کبھی نہ کرنا، اب اٹھو دوسرے وقت بتلا دیا جائے گا، اس وقت تمنے تعلیم کی بے قدری کی ہے۔

۳۹ تمام ہوا مضمون لکھا ہوا ان طالب علم صاحب کا

ادب۴۵ - جب کوئی تم سے بات کرے بے توجہی سے نہ سنو، کہ متکلم کا دل اس سے افسردہ ہو جاتا ہے خصوصاً جو تمہاری ہی مصلحت کے لئے کوئی بات کہے یا تمہارے سوال کا جواب دیتا ہو اور اس میں بھی خصوص جس کے ساتھ تمکو نیازمندی کا بھی تعلق ہو وہاں بے التفاتی کرنا اور بھی قبیح ہے۔

ادب۴۶ - جس سے تم خود اپنی کوئی حاجت دنیوی یا دینی پیش کرو اور وہ اس کے متعلق تم سے کسی بات کی تحقیق کرے تو اس کو۔ گول جواب مت دو، اس سے تلبیس نہ کرو جس سے اس کو غلط فہمی، یا الجھن و پریشانی ہو، خواہ مخواہ بار بار پوچھنے میں اس کا وقت ضائع ہو، کیونکہ وہ تمہاری غرض کے لئے پوچھ رہا ہے، اس کا کوئی مطلب نہیں۔ پھر اگر اس

کا صاف جواب دینا منظور نہ تھا تو اپنی حاجت پیش نہ کی ہوتی خود ہی اس
کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا، اور پھر اس کو دفع کرتے ہوئے۔

ادب ۸۷ - گفتگو میں متکلم جس دلیل پر زور دیا جس دعوے کے خلاف
ثابت کر چکا ہو تم کو ان مقدمات پر کلام کرنا تو مضائقہ نہیں، مگر بعینہ اسی
دعویٰ یا دلیل کا اعادہ کرنا اپنے مخاطب کو ایذا پہنچانا ہے اس کا بہت خیال
رکھو۔ ادب ۸۸ - تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس
بلا ضرورت بیکار سا آدمی کا بیٹھنا اس کے قلب کو مشغول و مشوش کرنا ہے۔
خاص کر جب اس کے پاس بیٹھ کر اس کو تکتا بھی رہے۔ اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے

ادب ۸۹ - بالاخانہ کے بعض پرنالے لب سڑک خاص برسات کے ۴۰
لئے ہوتے ہیں، دوسرے اوقات میں ان میں پانی چھوڑنا راہگیروں کو تکلیف
دینا ہے، گو کوئی تمہارے لحاظ سے نہ بولے مگر تم کو بھی تو خیال ولحاظ رکھنا
چاہیئے ادب ۹۰ - ایک مقام سے ایک لفافہ میں پچاس روپے کا بیمہ آیا، چونکہ
بدون لفافہ کھولے ہوئے معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ کہ کس غرض سے یہ رقم آئی
ہے اور ممکن ہے کہ بعد کھولنے کے کوئی ایسی غرض معلوم ہوتی جس کو میں
پورا نہ کر سکتا اور اس لئے وہ رقم واپس کرنی پڑتی یا اس غرض میں کوئی ابہام
ہوتا جس کی مکرر تحقیق کی حاجت ہوتی، اور اس کی تحقیق تک اس رقم کو بلا
ضرورت امانت رکھنا پڑتا، اور واپسی میں بلا ضرورت مجھ کو پھر صرف کا بار اٹھانا
پڑتا کیوں کہ بعض اوقات ایسا ہو چکا ہے، کہ بلا استفسار میرے بلانے کے
لئے خرچ بھیج دیا، اور میں نہ جا سکا، یا کوئی مصرف مبہم یا غیر مبہم مگر

جس کا کوئی جزو قابل تحقیق تھا لکھا اور یہاں سے استفسار کرنا پڑا اور جواب میں دوسری جانب سے دیر ہوئی تو بس اب ان کی محتاجی ہو گئی اور جس شخص کو مشاغل زیادہ ہوں اس کو ان امور سے کوفت ہوتی ہے اس لئے وہ لفافہ میں نے واپس کر دیا جس شخص کی حالت مجھ جیسی ہو اس کے ساتھ لینا اور دوسروں کے ساتھ استعمال ایسے موقع پر یہ طریقہ برتنا چاہئے کہ اول اطلاع یا استفسار کر کے اجازت حاصل کر لیں۔ تب بھیجیں یا منی آرڈر کے کوپن میں صاف لکھ دیں تاکہ مرسل الیہ کو معلوم تو ہو جائے پھر خواہ وصول کرے یا واپس کرے۔

ادب ۹۱۔ جلال آباد میں ایک مکتب کے مدرس مریض ہو گئے۔ مہتمم مکتب نے مجھ سے درخواست کی کہ دو چار روز کے لئے کسی شخص کو تعلیم کے واسطے بھیجدیا جاوے، میں نے اس خیال سے کہ میرے کہنے سے مجبور نہ ہو ان ہی سے کہہ دیا کہ یہاں کے رہنے والوں سے پوچھ لیا جاوے جو آزادی کے ساتھ راضی ہو میری طرف سے اجازت ہے، انہوں نے ذاکر کو راضی کیا، اور اس ذاکر نے یہ شرط لگائی کہ فلاں شخص سے (یعنی مجھ سے) پوچھ کر آجاؤں گا، وہ مہتمم تو چلے گئے اگلے دن مجھ سے آکر اپنا عذر بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جا سکتا میں نے کہا کہ یہ عذر ان مہتمم صاحب سے کہنا چاہئے تھا، ان سے بشرط میری اجازت کے وعدہ کر لیا، اب نہ جانے وہ اپنے دل میں کہیں گے کہ وہ تو آنے پر رضامند تھے فلاں شخص نے منع کر دیا ہو گا، تو تم مجھ پر الزام رکھنا چاہتے ہو، کیسی ناشائستہ حرکت

ہے، اب تم جلال آباد جاؤ کہ فلاں شخص نے مجھ کو اجازت دیدی تھی مگر
فلاں عذر ہے میں نہیں رہ سکتا، چنانچہ میں نے اُن کو بھیجا۔ یہ نصیحت
عام ہے، خود کو سُرخرو ہونا اور دوسرے کو متہم کرنا نہایت ہی مہمل بات ہے۔

ادب ۹۲۔ ایک دفعہ ایک دوسرے شخص کا یہ ہوا کہ ان کو ایک اور شخص
سے بھی کچھ کہنا تھا اور آنے سے یہ بھی مقصود تھا۔ انہوں نے جانا چاہا تھا مگر
خود ناواقف تھے اور وہ آدمی اس وقت ملتا بھی نہیں، اس لئے ان کو مشورہ
دیا گیا کہ شام کو ملنا، گو اس میں کوئی خلجان پیش نہیں آیا، لیکن اور بعض
مہمانوں کو ایسا قصہ پیش آیا کہ اس دوسرے کام میں چلے گئے اور دیر ہوگئی
یہاں کھانے میں انتظار کی تکلیف ہوئی، پھر گھر والے دیر تک کھانا لئے ۹۲
بیٹھے رہے جس میں حرج بھی ہوا دل تنگ بھی ہوا۔ اس لئے مناسب یہ
ہے کہ جہاں طالب و تابع بن کر جائے دوسرے حوائج نہ لے جائے بعض
اوقات غیر مقصود قصوں میں ضروری مقصود کی رعایت فوت ہوجاتی ہے
اور ضرر ہوتا ہے۔ ادب ۹۳۔ ایک شخص کا اور قصہ ہوا، عشاء کے بعد آپ
کہنے لگے کہ میں ایک جگہ سے رضائی اوڑھنے کے لئے لے آؤں تب اُن
سے کہا گیا کہ اس وقت مدرسہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، تم پکار کر سب کو بے
آرام کروگے اور ان کو پکڑا دیا گیا۔ اور اس وقت افسوس ہوا کہ یہ دن میں
کیا سوتے تھے۔ یہ کام کرنا جب ضروری تھا تو سویرے سے کر کے فارغ ہونا لازم تھا

ھدیہ دینے کے آداب

ادب ۹۴۔ اس میں کچھ آداب ہدیہ کے مختصر لکھتا ہوں، جن کا لحاظ نہ

رکھنے سے ہدیہ کا لطف اور اصلی غرض یعنی ازدیادِ محبت فوت ہو جاتی ہے۔ (۱) جس کو ہدیہ دے پوشیدہ دے آگے اس کو مناسب ہے کہ ظاہر کر دے۔ یہ اب اُلٹا قصہ ہے کہ دینے والا اظہار کی اور لینے والا اخفا کی کوشش کرتا ہے (۲) اگر ہدیہ غیر نقد ہو، تو حتی الامکان مہدی الیہ کی رغبت کی تحقیق کرے ایسی چیز دے جو اسے مرغوب ہو۔ (۳) ہدیہ دے کر یا ہدیہ سے پہلے اپنی کوئی غرض پیش نہ کرے کہ مہدی الیہ کو شبہ خود غرضی کا ہوتا ہے۔ (۴) مقدار ہدیہ کی اتنی زیادہ نہ ہو کہ مہدی الیہ کی طبیعت پر بار ہو، اور کم جتنا چاہے ہو مضائقہ نہیں، اہل نظر کی نظر مقدار پر نہیں ہوتی خلوص پر ہوتی ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں واپسی کا احتمال ہو۔ (۵) اگر مہدی الیہ کسی مصلحت سے واپس کرنے لگے تو وجہ واپسی کی تحقیق کر کے آئندہ اس کا ۷۲
خیال رکھے لیکن اس وقت اصرار نہ کرے۔ البتہ جو وجوہ بنا واپسی کی ہے اگر وہ وجہ واقعی نہ ہو تو اس کے عدم وقوع کی اطلاع فوراً کرنا بھی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے، (۶) جب تک مہدی الیہ پر اپنا خلوص ثابت نہ کر دے ہدیہ پیش نہ کرے۔ (۷) حتی الامکان ریلوے پارسل کے ذریعہ ہدیہ نہ بھیجے۔ کہ مہدی الیہ کو کئی طرح کا اس میں تعب ہے۔

آداب خط و کتابت

ادب ۹۵ - اس میں کچھ آداب خط و کتابت لکھتا ہوں۔ (۱) خط کی عبارت اور مضمون اور خط بہت صاف ہو، (۲) ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھنا ضروری ہے۔ مکتوب الیہ کے ذمہ نہیں ہے کہ اس کو حفظ یا درکھا کرے

(۳) اگر کسی خط میں پہلے خط کے کسی مضمون کا حوالہ دینا ہو تو پہلا خط بھی اس مضمون پر نشان بنا کر ہمراہ بھیجے، تاکہ سوچنے میں تعب نہ ہو، اور بعض اوقات یاد ہی نہیں آتا۔ (۴) ایک خط میں اتنے سوالات نہ بھر دے کہ مجیب پر بار ہو، چار پانچ سوال بھی بہت ہیں، بقیہ جواب آنے کے بعد پھر بھیج دے۔ (۵) کثیر المشاغل مکتوب الیہ کو پیام و سلام پہنچانے سے معاف رکھے اسی طرح اپنے معظم کو بھی تکلیف نہ دے۔ خود ان لوگوں کو براہ راست جو لکھنا ہو وہ لکھ دے۔ اور جو کام مکتوب الیہ کے لئے مناسب نہ ہو اس کی فرمائش لکھنا تو اور بھی بے تمیزی ہے (۶) اپنے مطلب کے لئے بیرنگ خط نہ بھیجے، (۷) بیرنگ جواب بھی نہ منگائے، بعض اوقات یہ شخص ڈاکیہ کو نہیں ملتا اور وہ اس خط کو واپس کر دیتا ہے، تو بلا ضرورت مجیب پر تاوان پڑتا ہے (۸) جوابی رجسٹری خط بھیجنا خلافِ تہذیب ہے۔ حفاظت میں تو غیر جوابی رجسٹری کے برابر ہوتی ہے، پھر اتنی بات اس میں زیادہ ہے کہ مکتوب الیہ لے کر انکار نہیں کر سکتا، سو ظاہر ہے کہ اپنے معظم کو بھیجنا گویا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس پر بھی جھوٹ بولنے کا شبہ کیا جاتا ہے سو کتنی بڑی بے ادبی ہے، یہ قریب ۶۰ آداب کے ہیں۔ اور اسی قسم کے آداب معاشرت کسی قدر بہشتی زیور کے دسویں حصہ میں لکھ دیئے ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرما لیا جائے جن میں سے بعضے عنقریب ذیل میں بھی مذکور اور خلاصہ ان تمام تر آداب کا یہ ہے کہ اپنے کسی قول و فعل یا حال سے دوسرے کی طبیعت پر کوئی بار یا پریشانی یا تنگی نہ ڈالے

یہی خلاصہ ہے حسن اخلاق کا جو شخص اس قاعدہ کو مستحضر کرلے گا وہ زیادہ تفصیل سے مستغنی ہو جائے گا۔ اس لئے اس فہرست کو بڑھایا نہیں گیا، البتہ اس قاعدہ کے لحاظ کے ساتھ اتنا کام اور کرنا پڑے گا کہ ہر قول و فعل کے قبل ذرا سوچنا ہوگا کہ ہماری یہ حرکت موجب ایذا تو نہ ہوگی پھر غلطی بہت کم ہوگی اور چند روز کے بعد خود طبیعت میں صحیح مذاق پیدا ہو جاوے گا۔ کہ پھر سوچنا بھی نہ پڑے گا۔ یہ سب امور مثل طبعی کے ہو جاویں گے۔

بعضے آداب بہشتی زیور سے

ادب ۹۶۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔ ۵

ادب ۹۷۔ جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دیا کرو کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو، یا وہ یہ سمجھے کہ تم یہ کام کردو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو، تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

ادب ۹۸۔ کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعض دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت، مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب ۹۹۔ جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھو کو مت، ناک

مت صاف کرو، اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جاکر فراغت کر آؤ۔

ادب ۱۰۰۔ کھانا کھاتے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو، جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ادب ۱۰۱۔ بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے، ناحق دل ٹوٹے گا، بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ سب دکھ جاتا رہے گا۔

ادب ۱۰۲۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو۔ اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا، اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے بھی درست ہو۔ اور اگر درست نہ ہو، تو ایسی بات کرنا گناہ ہے۔

ادب ۱۰۳۔ بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو۔ اگر دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن کے کپڑے ہی دھو ڈالو۔

ادب ۱۰۴۔ آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

ادب ۱۰۵۔ مہمان کو چاہیئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سالن روٹی دسترخوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہوگیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

ادب ۱۰۶۔ راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا کوئی برتن یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو۔

ادب ۱۰۷۔ بچوں کو ہنسی میں اچھالو مت، اور کسی کھڑکی وغیرہ سے

مت لٹکاؤ، شاید گر پڑیں،

ادب ۱۰۸ ۔ پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے۔

ادب ۱۰۹ ۔ گٹھلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔

ادب ۱۱۰ ۔ کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لے گا۔

ادب ۱۱۱ ۔ جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اسکے گھر کا حال مت پوچھو۔

ادب ۱۱۲ ۔ کسی کے غم یا پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پوری
تحقیق کے کسی سے نہ کہو، بالخصوص اس کے عزیزوں سے۔ ۴۷

ادب ۱۱۳ ۔ دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے مت ہٹاؤ، دوسرے برتن میں لے آؤ۔

ادب ۱۱۴ ۔ لڑکوں کے سامنے کوئی بات بے شرمی کی مت کہو۔

تمام ہوئے بعض آداب بہشتی زیور سے، اور یہاں تک اکثر آداب وہ ہیں جن کا برابر والوں یا اکابر کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے، اب دو چار آداب ایسے بھی بتلاتا ہوں جن کا لحاظ بڑوں کو چھوٹوں کیساتھ رکھنا مناسب یا واجب ہے۔

بڑونکے لئے ضروری آداب

ادب ۱۱۵ ۔ بڑوں کو بھی بہت نازک مزاج نہ ہونا چاہئے کہ بات بات

میں بگڑا کریں بات بات پر جھنکا کریں، یہ یقینی بات ہے کہ جیسے دوسرے تم سے بے تمیزی کرتے ہیں تم اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ رہو سہو تو تم سے بھی بہت بدتمیزیاں ہوا کریں یہ سمجھ کر کچھ تسامح بھی کیا کرو۔ اور ایک بار دو بار نرمی سے سمجھا دو جب اس سے کام نہ چلے تو مخاطب کی مصلحت کی نیت سے تندی و درشتی کا بھی مضائقہ نہیں، اگر تم نے تحمل نہ کیا تو صبر کی فضیلت سے ہمیشہ محروم رہے۔ اور جب خدا نے تم کو بڑا بنایا ہے تو ہر طرح کے لوگ تمہاری طرف رجوع کریں گے، ان میں مختلف طبائع مختلف عقول کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ہی تاریخ میں سب یکساں کیسے ہو جائیں۔ یہ حدیث قابل یاد رکھنے کے ہے۔ المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم خیر من الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم، ۸۴

ادب ۱۱۶: جس شخص کی نسبت تم کو قرائن سے متیقن یا مظنون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں،

ادب ۱۱۷۔ اگر بلا فرمائش کے کوئی تمہاری مالی یا بدنی خدمت کرے تب بھی اس کا خیال رکھو کہ اس کی راحت یا مصلحت میں خلل نہ پڑے، یعنی اس کو زیادہ حیا گنے مت دو۔ اس کی گنجائش سے زیادہ اس کا ہدیہ مت لو، اگر وہ تمہاری دعوت کرے بہت سے کھانے مت پکانے دو، ہمراہی میں بہت سے آدمیوں کی دعوت مت کرنے دو۔

ادب ۱۱۸۔ اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہونا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو

جائے تو دوسرے دن اس کا دل خوش کر دو، اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہے تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو، عار مت کرو۔ قیامت میں وہ تم برابر ہو گے۔

ادب ۱۱۹۔ اگر گفتگو میں کسی کی بدتمیزی پر زیادہ تغیر مزاج میں ہونے لگے تو بہتر ہے کہ بلا واسطہ اس سے گفتگو مت کرو، کسی اور مزاج شناس سلیقہ شعار کو بلا کر اس کے واسطے سے گفتگو کرے تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اس کی بدتمیزی تم پر اثر نہ کرے۔

ادب ۱۲۰۔ اپنے کسی خادم یا متعلق کو اپنا ایسا مقرب مت بناؤ کہ دوسرے لوگ اس سے دبنے لگیں یا وہ دبانے لگے، اسی طرح اگر وہ لوگوں کی روایات وحکایت تم سے کہنے لگے منع کر دو۔ ورنہ لوگ اس سے خائف ہو جائینگے اور تم لوگوں سے بدگمان ہو جاؤ گے، اسی طرح اگر وہ کسی کا پیام یا سفارش تمہارے پاس لائے سختی سے منع کر دو، تاکہ لوگ اس کو واسطہ سمجھ کر اس کی خوشامد نہ کرنے لگیں، اس کو نذرانے نہ دینے لگیں۔ یا وہ لوگوں سے فرمائش نہ کرنے لگے، خلاصہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کا تعلق براہِ راست اپنے سے رکھو کسی شخص کو واسطہ مت بناؤ، ہاں اپنی خدمت کے لئے ایک آدھ شخص خاص کر لو مضائقہ نہیں، مگر اس کو لوگوں کے معاملات میں ذرہ برابر دخل نہ دو۔ اس طرح مہمانوں کا قصہ کسی پر مت چھوڑ دو، خود سب کی دیکھ بھال کرو گو اس میں تم کو تعب زیادہ ہو گا، مگر دوسروں کو تو راحت وسہولت رہے گی اور بڑے تو تعب کے لئے ہوا ہی کرتے ہیں خوب کہا گیا ہے ؎

۴۹

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی

کانگشت نمائے عالمے خواہد شد

اب ان آداب و قواعد کو ایک بے قاعدگی کے قاعدہ پر ختم کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ ان میں بعض آداب تو عام ہیں، ہر حالت اور ہر شخص کے لئے اور بعضے آداب وہ ہیں جن سے بے تکلف مخدوم یا بے تکلف خادم مستثنیٰ بھی ہیں، چونکہ اس درجہ کی بے تکلفی تک پہنچ جانے کا ادراک وجدانی وذوقی ہے، اس لئے ایسے آداب کی تعیین بھی وجدان و ذوق پر چھوڑتا ہوں، اور اس رسالہ کو اس شعر پر جو کہ ادبِ تکلف اور ادبِ تکلفی دونوں کے لئے جامع ہے تمام کرتا ہوں۔

طرق العشق کلہا آدابٌ ۵۰

ادبوا النفس ایہا الاصحابُ

ویوم ختامتہ ہو یوم ختام رسالتہ اغلاط العوام بفضل قدر اکثر من ساعتہ واقل من ساعتین وہو ثامن المحرم ۱۳۳۲ھ فی تھانہ بھون

⁂

لہ اما الاول فبان یقال فی معناہ ان الطرق العشق منحصرۃ فی الآداب فمن الآداب لہ لا عشق لہ واما الثانی فان یقال فی معناہ ان ما ہو من طرق العشق کلہا ادب فما کان عشقا فہو ادب وان کان خلاف ادب فی ظاہر وتطبیق المجموع الثانی علی المعینین غیر خفی ۱۲ منہ

اغلاط العوام

حرفِ آغاز

بعد الحمد والصلوٰۃ مقصود بالاظہار یہ امر ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت بفضلہ تعالیٰ علم دین کا سامان یعنی کتبِ مطبوعہ کی دستیابی اور ارزانی پھر ان کا اردو ترجمہ ہو جانا اور علماء حقانی کا جابجا وجود اور دین پر وعظ کہنا اور بعض حضرات کا حسبِ ضرورت از خود یا بلانے پر جانا بھی یہ سب جس کثرت سے ہے ظاہر ہے اور محل شکر ہے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی اکثر عوام بلکہ بعض خواص کالعوام میں بھی بعضے ایسے غلط مسئلے مشہور ہیں جن کی کوئی اصلِ شرعی نہیں اور وہ ان کا ایسا یقین کئے ہوئے ہیں کہ اُن کو ان میں شبہ بھی نہیں پڑتا تاکہ علماء سے تحقیق ہی کر لیں۔ اور اکثر علما کو بھی ان غلطیوں میں عوام کے مبتلا ہونے کی اطلاع نہیں، تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے رہیں۔ جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی جانب سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ اس لئے مدت سے خیال تھا جو بفضلہ تعالیٰ اب ظہور میں آیا کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو ان کو ضبط کر دیا جائے۔ جس طرح علماء نے احادیث میں موضوعات کو مدون کیا ہے۔ یہ رسالہ فقہیات کا موضوعات ہے اور گویا مسائل مختلف

ابواب کے ہیں مگر ترتیب وار لکھنا دشواری سے خالی نہ تھا اس لئے مختلط طور پر لکھ دیا ہے۔ بعد ضبط ہو جانے کے اگر کوئی صاحب نظر ثانی کر کے اس کا مرتب کرنا چاہیں اس وقت سہل ہوگا[1] ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب ؏

*

عقیدے

مسئلہ ۱۔ مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہو اس کو مسہل دینا چاہئے۔ ورنہ وہ پاک نہیں ہوتا سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ گالی دینے سے چالیس روز تک ایمان سے ۲
دور ہو جاتا ہے۔ اگر اس مدت میں مرجاوے تو بے ایمان مرتا ہے سو یہ محض غلط ہے۔ ہاں گالی دینے کا گناہ الگ بات ہے۔

مسئلہ ۳۔ بعض عوام کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اُس کا پیر شیطان ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

مسئلہ ۴۔ بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ چوتھے آسمان پر ہے جامع مسجد دہلی اس کی نقل ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں مسجد اقصیٰ شام میں ہے اور جامع مسجد دہلی اس کی نقل نہیں۔

مسئلہ ۵۔ اکثر عوام اور خصوصاً عورتیں مرض چیچک اور کنٹھی میں

---

[1] الحمد للہ اب یہ رسالہ جدید اضافات اور فقہی ترتیب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ ۱۲ ناشر

علاج کرنے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اور بعض عوام اس مرض کو بھوت پریت کے اثر سے سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۶۔ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دلہن اپنے گھر یا صندوق وغیرہ کو قفل لگا دے تو اس کے گھر کا تالا لگ جاتا ہے یعنی ویران ہو جاتا ہے یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۷۔ بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ جو کوئی قل اعوذ برب الناس کا وظیفہ پڑھے اس کا ناس ہو جاتا ہے۔ یہ خیال محض غلط ہے۔ بلکہ اس کی برکت سے تو وہ مصائب سے نجات پاتا ہے۔

مسئلہ۸۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں کہتی ہیں کہ دروازہ کی چوکھٹ
پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے مقروض ہو جاتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ ۳

مسئلہ۹۔ بعض عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو مُردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشتا ہے اگر کچھ ثواب ملے گا تو خیر ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔

مسئلہ۱۰۔ بعض عورتیں ایسی عورت کے پاس کہ جس کے بچے اکثر مر جاتے ہوں۔ خود جانے اور بیٹھنے سے رُکتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ایسی جگہ جانے سے روکتی ہیں اور یوں کہتی ہیں کہ مرت بیائی لگ جائے گی یہ بہت بُری بات ہے۔ ایسا کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۱۱۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر آدمی پر

اس کی عمر کا تیسرا اور آٹھواں اور تیرھواں اور اٹھارواں اور اکیسواں اور اڑتیسواں اور تینتالیسواں اور اڑتالیسواں سال بھاری ہوتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے اور بُرا عقیدہ ہے۔

مسئلہ ۱۲ - اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ کتّے کے رونے سے کوئی دبا یا بیماری پھیلتی ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۳ - مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کروانی منظور ہو تو اُس گھر میں سہؔ (قنفذ) کا کانٹا رکھ دو سو جب تک وہ کانٹا اس گھر میں رہے گا۔ اہل خانہ لڑتے رہیں گے۔ سو یہ محض غلط بات ہے۔

مسئلہ ۱۴ - جہلا میں دستور ہے کہ جب کوئی سفر کو جاوے تو عورتیں کہتی ہیں کہ ابھی جھاڑو مت دو۔ کیونکہ فلاں ابھی ابھی سفر کو گیا ہے سو یہ لغو بات ہے۔ ۴

مسئلہ ۱۵ - مشہور ہے کہ جب اولا پڑے تو موسل کو سیاہ کر کے باہر پھینک دیا جائے تو اولے بند ہو جاتے ہیں سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۱۶ - مشہور ہے کہ خرمن میں ہاتھ دھو کر کھانا نہ کھانا چاہیئے اور اس سے اخذ کیا جاتا ہے کہ خرمن ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں سو یہ غلط ہے مسئلہ ۱۷ - مشہور ہے کہ عورت حالتِ حیض یا حمل میں فوت ہو جائے اس کو سنگل ڈال کر دفن کیا جاوے کیونکہ وہ ڈائن ہو جاتی ہے اور جو اس سے ملے اسے کھاتی ہے سو یہ شرک ہے۔

لہ قنفذ ایک جانور ہے جس کو سہ کہتے ہیں۔ اس کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں۔

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ جہاں میت کو غسل دیا جائے وہاں تین دن چراغ کیا جائے سو یہ بات بے اصل ہے۔

کتاب الطہارۃ والنجاستہ

مسئلہ۱۔ بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ کوّا وغیرہ گھڑے میں چونچ ڈال دے تو اس میں اتنا پانی بھرے کہ باہر کو نکل جاوے اس سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کی کچھ اصل نہیں جس جانور کا جھوٹا مکروہ یا ناپاک ہے پانی تر جانے سے بھی ویسا ہی رہیگا اور اگر پاک ہے تو اس کی حاجت نہیں۔

مسئلہ۲۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اگر ناخن میں میل ۵ مجتمع ہو تو ایسا کرنا لطافت کے خلاف ہے۔

مسئلہ۳۔ عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے مگر یہ محض بے اصل ہے عجب نہیں کہ کسی نے اس سے احتیاط رکھنے کو اس بنا پر کہا ہو کہ لوگ چراغ کو جگہ بے جگہ رکھ دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں سے کتا وغیرہ چاٹ جاتا ہے اس لئے اس تیل سے احتیاط کا مشورہ کسی نے دیا ہوگا عوام نے اس کو یقینی ناپاک ہی قرار دیدیا۔ اور اس کی وجہ بھی بعض عوام سے سُنی گئی ہے کہ وہ جلتا ہے اس لئے ناپاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلنے کو ناپاک ہونے میں کوئی دخل نہیں، غرض دعویٰ اور دلیل دونوں مہمل ہیں۔

مسئلہ۴۔ حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں اگرچہ اس سے بچنا لطافت کے لئے ضروری ہے لیکن اس سے نجس ہونا لازم نہیں آتا۔

مسئلہ۵۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ اگر کتے سے کوئی چیز کپڑا برتن وغیرہ چھو جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے البتہ رال لگنے سے ناپاک ہو جاوے گا۔

وضو و غسل

مسئلہ۱۔ مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہوا نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۲۔ مشہور ہے کہ سُور کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ۳۔ مشہور ہے کہ استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہیئے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۴۔ بعضے کہتے ہیں کہ جس وضو سے جنازہ کی نماز پڑھی ہو اس سے پنجگانہ نمازوں میں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ۵۔ بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ بے ضرورت باہر نکلنا بُرا ہے۔

تیمم و مسح

مسئلہ۱۔ بعضے آدمی کپڑے یا تکیہ پر تیمم کر لیتے ہیں اگرچہ اس پر

زیادہ غبار نہ ہو سو یہ بالکل درست نہیں۔

حیض و نفاس

مسئلہ۱۔ مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں یہ بھی غلط ہے حیض اور نفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ۲۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ چلّے کے اندر زچہ خانے میں خاوند کو نہ جانا چاہیئے۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ۳۔ عوام کہتے ہیں کہ جو عورت حالتِ حیض میں اور زچہ مر جائے اس کو دوبارہ غسل دینا چاہیئے۔ یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۴۔ عام عورتیں زچہ خانہ میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں۔ اگرچہ پہلے ہی پاک ہو جائیں سو یہ بالکل دین کیخلاف بات ہے۔ چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ باقی اقل مدت کی کوئی حد نہیں جسوقت پاک ہو جائے غسل کر کے فوراً نماز شروع کرے اسیطرح اگر چالیس دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کر دے۔

اذان و اقامت و امامت

مسئلہ۱۔ مشہور ہے کہ اذان نماز کے لئے مسجد میں بائیں طرف ہو اور اقامت یعنی تکبیر داہنی طرف شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ۲۔ مشہور ہے اگر مقتدی عمامہ باندھے ہو اور امام صرف ٹوپی

پہنے ہو تو نماز مکروہ ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ البتہ جو شخص خالی ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جاتا ہوا منقبض ہو اس کو بدون عمامہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ وہ امام یا مقتدی ہو۔

مسئلہ ۳۔ بعض لوگ اذان کے سامنے سے یا دعا کے سامنے سے جانا ناجائز سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۴۔ عوام متکبرین میں مشہور ہے کہ جس امام کے گھر میں پردہ نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں سو سمجھ لیا جاوے کہ معترضین کی بیبیاں اگر ایک نامحرم کے رُوبرُو بھی آتی ہوں تو ان کو بھی بے پردہ کہا جاوے گا اور امام و مقتدی سب یکساں ہونگے۔ مسئلہ ۵۔ بعض کو طاعون میں آذانیں دیتے
ہوئے دیکھا ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ۸

نماز و جماعت و خطبہ

مسئلہ ۱۔ مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گہنے کے وقت کھانا پینا منع ہے۔ سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے رہا یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار بلکہ گناہ تک تو کرتا رہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے یہ شریعت کو بدل ڈالنا اور بدعت ہے۔

مسئلہ ۳۔ بعضی عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ

دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا سو اس میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔

مسئلہ ۴۔ اکثر عوام کا معمول ہے کہ مریض جب جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارے پر اور بائیں طرف بیٹھتا ہے. گویا درمیان میں کھڑے ہونے کو برا سمجھتے ہیں۔ سو یہ امر محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۵۔ بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہئے۔ ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے سو اس کی کوئی اصل نہیں اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں، کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں سو جان لینا چاہئے کہ سو رہنا بعد تہجد کے درست ہے۔

مسئلہ ۶۔ مشہور ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا ناجائز ہے سو یہ ۹
محض غلط ہے۔ البتہ اتنی اٹکل ضرور ہے کہ قبلہ سے بے رخ نہ ہو۔

مسئلہ ۷۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ اگر کئی عورتیں ایک جگہ کھڑی ہو کر نماز پڑھیں تو آگے پیچھے کھڑا ہونا درست نہیں محض غلط ہے۔

مسئلہ ۸۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام بھی پھیرے یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۹۔ عوام میں مشہور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سو رہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر پھر پڑھے تو قضا کی نیت کرے سو یہ بالکل غلط ہے البتہ بلا عذر سونا درست نہیں اور نصف شب کے بعد مکروہ وقت ہو جاتا ہے اگرچہ سویا بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۔ عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز پڑھیں، سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ تلاوت کے سجدہ دو ہونے چاہئیں یعنی ایک آیت پڑھے تو دو سجدے واجب ہو جاتے ہیں سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ عوام میں مشہور ہے کہ نماز میں داہنا انگوٹھا سرک جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ بلا ضرورت اٹھانا بہت عیب ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سنت کے بعد نہ بولے اگرچہ گھوڑے کی ٹاپ میں دب گیا ہو۔ اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے میں علاوہ فساد عقائد کے بعض اوقات کوئی واجب شرعی بھی ترک ہو جاوے گا مثلاً کسی نے مسئلہ پوچھا یا کسی امر میں اعانت چاہی۔

مسئلہ ۱۴۔ بعض کو دیکھا ہے کہ ریل میں سوار ہو کر بلا عذر بھی نماز بیٹھ کر یا بے رُخ پڑھ لینے کو جائز سمجھتے ہیں سو ریل میں کوئی حکم نہیں بدلتا اور جاننا چاہیے۔ کہ تھوڑی سی دشواری بھی نہیں معمولی دقتیں تو گھر میں بھی پیش آجاتی ہیں۔ اسی طرح نمازن بیبیاں بہلی میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں بہلی کے ٹھہرانے میں خطرہ نہ ہو وہاں زمین پر اُتر کر نماز پڑھنی چاہیے پردہ برقعہ کا کافی ہے۔ مسئلہ ۱۵ بعضے عوام ایسے مرض میں نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑا پاک رہنا مشکل ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں سو یہ خیال محض غلط ہے کہ علماء سے مسائل پوچھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو

جاتی ہے۔ جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھنے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لئے زیادہ نہ ہوں تو اسی طرح نماز درست ہو جاتی ہے۔

مسئلہ۱۶۔ بعض عوام کو اس کا بھی پابند دیکھا ہے کہ جب جمعہ کے لئے آتے ہیں اوّل مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر سنتیں پڑھتے ہیں گو نزدیک ہی سے آئے ہوں اور گو سانس درست کرنے کی بھی ضرورت نہ ہو سو اس کی کوئی اصل نہیں اور سانس کی درستگی تھوڑی دیر کھڑے رہنے سے بھی ممکن ہے یہ کیا ضرور ہے کہ بیٹھ ہی جاویں۔

مسئلہ۱۷۔ مشہور ہے کہ جن کی سنتیں صبح کی رہ جاویں اس کے درست ہونیکی یہ شرط ہے کہ سورج نکلنے تک اسی جگہ بیٹھا رہے سو یہ بھی غلط ہے بلکہ یہ جائز ہے کہ کسی کام میں لگ جاوے اور بعد آفتاب نکلنے کے ان کو پڑھ لے۔ 11

مسئلہ۱۸۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ مسجد کا چراغ خود گل نہ کرے سو یہ بات لغو ہے بلکہ جب حاجت نہ رہے گل کر دینا چاہیے۔ ورنہ اسراف بھی ہے اور تنہائی میں چراغ جلتا چھوڑنا منع بھی ہے۔

مسئلہ۱۹۔ اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ جماعت میں صف بندی کیوقت پاؤں کا انگوٹھا ملا کر سیدھی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ کندھے اور ٹخنے کی سیدھ کرنے سے صف سیدھی کرنی چاہیئے۔

مسئلہ۲۰۔ اکثر عوام کو اسکا التزام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جمعہ کا پہلا خطبہ سننے کے وقت دونوں ہاتھ کو باندھ لیتے ہیں اور دوسرا خطبہ سننے کیوقت دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۲۱ - اکثر عوام جمعہ کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ جائز نہیں زبان سے درود شریف نہ پڑھے ہاں دل ہی دل میں پڑھ لینے کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۲۲ - بعضے عوام نماز میں بائیں کہنی کھلی رہنے سے نماز میں خرابی آنا سمجھتے ہیں یہ خاص بائیں کہنی کی تخصیص غلط ہے۔ بلکہ دونوں میں سے خواہ دائیں ہو یا بائیں کھلی رہنے سے نماز مکروہ ضرور ہو گی۔

قرأت و تجوید

مسئلہ ۱ - قرآن مجید میں بعضے مقامات پر بے موقع وصل کرنے سے کفر کا فتویٰ بعض نے لکھدیا ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ الحمد شریف میں بعضے حروف کے وصل سے شیطان کا نام پیدا ہونا لکھدیا ہے سو ان دونوں امر کی ۱۲
کچھ اصل نہیں البتہ قواعد قرأت کے اعتبار سے یہ دونوں وصل بے قاعدہ اور قبیح ہیں مگر کفر یا شیطان کے نام کا دعویٰ محض تصنیف ہے۔

مسئلہ ۲ - حفاظ وغیرہم میں مشہور ہے کہ سورۂ برأت پر کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی سو بات یہ ہے کہ صرف ایک حالت میں اس میں بسم اللہ نہیں ہے کہ اوپر سے پڑھتے پڑھتے سورۂ برات شروع کرے باقی اگر تلاوت اسی سورۃ سے شروع کرے یا درمیان میں کچھ وقفہ کرکے بقیہ سورۃ پڑھے تو بسم اللہ کہے

دعا و ذکر و اذکار

مسئلہ ۱ - عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف پڑھنا درست

نہیں سو یہ بالکل غلط ہے بلکہ قرآن بھی پڑھنا بلا وضو درست ہے۔ البتہ قرآن شریف کو ہاتھ لگانا بلا وضو درست نہیں۔

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت قرآن پڑھنا ممنوع ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ نماز پڑھنا اس وقت ممنوع ہے۔

مسئلہ۔ اس طرف اکثر عامل بھی التفات نہیں کرتے کہ آیاتِ قرآنیہ کو بے وضو لکھ دیتے ہیں۔ اسیطرح بے وضو آدمی کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں اس کا لکھنا اور مس کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔

مسئلہ۔ ذکر جہر کو بعض مشائخ بلا کسی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کے جواز کی ایک بہت ضروری شرط یہ ہے کہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے کا دل پریشان نہ ہو اور سونیوالے کی نیند خراب نہ ہو اور جہاں اسکا ۱۳
احتمال ہو آہستہ ذکر کرے اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔

مرض الموت وجنازہ

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کا پایا بھی نہ پکڑے سو یہ بھی محض غلط ہے۔ اجنبی لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ میت اگر گھر میں یا محلہ میں ہو اس کے لیجانے تک کھانا پینا گناہ ہے۔ یہ بات بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۔ عوام کہتے ہیں کہ میت کے غسل کے پانی پر پاؤں رکھنا درست نہیں۔ اور اسی خیال سے غسل دینے کے لئے ایک لحد کھودتے ہیں کہ سب پانی اسی میں رہے سو یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۴ - بعضے عوام محرم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنے کو ضروری سمجھتے ہیں سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ۵ - بعضے عوام میں اس کا بڑا اہتمام ہے کہ مردے کو گھر کے برتنوں سے غسل نہ دینا چاہئیے بلکہ کورے منگاکر غسل دیویں اور پھر ان برتنوں کو گھر میں استعمال نہ کریں بلکہ مسجد میں بھیجدیں یا پھوڑ دیں یہ بھی محض بے اصل ہے

مسئلہ۶ - عوام کو دیکھا ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات کہتے وقت منہ آسمان کی طرف اٹھایا کرتے ہیں یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ - اکثر جگہ دستور ہے کہ جنازہ دفن کرتے وقت مردہ کو قبر میں چت لٹاکر صرف اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں بلکہ قبلہ کی طرف بالکل کروٹ دیدینا چاہیئے۔ ۱۴

مسئلہ - اکثر عوام نزع کی حالت میں شربت پلانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ پلانے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ ضروری ہے نہ قابلِ ملامت، بلکہ ایسا سمجھنا خود برا ہے۔

روزہ

مسئلہ۱ - مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں اس مشہور کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ۲ - بعض میں مشہور ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ نہ رکھے کیونکہ یزید کی ماں نے رکھا تھا۔ محض غلط ہے۔

مسئلہ۳ - عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے

رکھنا چاہے اس کو چاہیئے کہ ایک روزہ ضرور عید سے اگلے ہی دن رکھے ورنہ پھر وہ روزے نہ ہونگے سو یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۴ ۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نفل روزے کی سحری نہیں ہوتی سو یہ غلط ہے اس میں فرض اور نفل روزے سب برابر ہیں۔

مسئلہ ۵ ۔ بعض عوام سے سنا گیا ہے کہ نفل روزہ بعد نماز مغرب کے افطار کرے سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔

زکوٰۃ و حج و قربانی و عقیقہ و نذر

مسئلہ ۱ ۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ بقر عید کے روز قربانی کرنے تک
روزہ سے رہے یہ محض بے اصل ہے البتہ قربانی سے اوّل کھانا کھانا مستحب ۱۵
ہے لیکن وہ روزہ نہیں ہے نہ تو کھانا فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔

مسئلہ ۲ ۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ احرام میں دو پاٹ کی چادر جس کے درمیان میں سلائی ہو درست نہیں یہ محض بے اصل ہے مرد کو ممنوع وہ سلائی ہے جس سے کپڑے کو بدن کی ہیئت پر بنایا جاتا ہے جیسے کرتہ پاجامہ وغیرہ مسئلہ ۳ ۔ بعض لوگ بدھیا جانور کی قربانی درست نہیں سمجھتے سو یہ انہیں غلط ہے بلکہ بدھیا جانور کی تو اور زیادہ فضیلت ہے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بدھیا دنبہ کی قربانی فرمائی ہے۔

مسئلہ ۴ ۔ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ۔ نانا

نانی - دادا دادی کو کھانا درست نہیں سو اس کی کچھ اصل نہیں - اس کا حکم قربانی کا سا ہے -

مسئلہ۵ - بعض عوام کا خیال ہے کہ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم دی جاوے اور کہا نہ جاوے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو شاید زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی سو یہ خیال بالکل غلط ہے بدون کہے بھی زکوٰۃ ہو جاتی ہے مگر دل میں ارادہ کرنا ضروری ہے

مسئلہ۶ - بعض عوام کا یہ خیال ہے کہ جو زیور چاندی سونے کا روز پہنا جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں سو جان لینا چاہیئے کہ رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہیں - سب میں زکوٰۃ ہے -

مسئلہ - بعض عوام سے سنا گیا ہے کہ قسم کھاتے وقت بائیں ہاتھ

۱۶ کا انگوٹھا موڑ لیا جاوے تو قسم نہیں ہوتی سو یہ محض غلط ہے -

مسئلہ - اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ منت و نذر کی شیرینی مسجد میں لا کر عام طور پر تقسیم کر دیتے ہیں وہاں ان میں بعض سید اور غنی ہی ہوتے ہیں - پس سیّد اور غنی کو دینے سے نذر ادا نہیں ہوتی ہے -

نکاح و طلاق و خلع و ظہار

مسئلہ - بعض جگہ عوام کا یہ گمان ہے کہ بلا گواہ بھی محض مرد و زن کی رضامندی سے نکاح ہو جانے کو درست سمجھتے ہیں - اور اسکا نام تن بخشی رکھا ہے سو یہ گمان باطل محض ہے اسطرح ہرگز نکاح نہیں ہوتا وہ زنا ہوگا -

مسئلہ۲ - مشہور ہے کہ پیر کو مریدنی سے نکاح درست نہیں یہ محض

غلط ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں کے پیر تھے۔

مسئلہ ۳۔ مشہور ہے کہ بیس اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ حوا کو برا کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی محض غلط ہے البتہ حوا کو برا کہنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۵۔ عوام میں مشہور ہے کہ اگر شوہر کے مرنے پر اس کا جنازہ گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی عورت گھر سے دوسرے گھر چلی جائے تو جائز ہے بعد جنازہ نکلنے کے جائز نہیں گویا ان عوام کے خیال میں عدت وفات کیوقت سے شروع نہیں ہوتی بلکہ جنازہ لیجانے کیوقت سے شروع ہوتی ہے یہ محض غلط ہے

مسئلہ ۶۔ عام دستور ہے کہ کوئی کافر عورت مسلمان ہو تو مسلمان کرتے ہی اسکا نکاح کسی مسلمان سے کر دیتے ہیں سو یہ بڑی غلطی ہے اگر کافروں کی عملداری میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے تو تین حیض گذرنے سے تو اس پر طلاق پڑے گی۔ اسکے بعد پھر تین حیض عدت پھر حیض کے بعد نکاح درست ہوگا۔ ۱۷

مسئلہ۔ بیوی اگر شوہر کو باپ کہہ دے تو عوام سمجھتے ہیں کہ نکاح میں خلل ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہدے تو نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ بیہودہ بات ہے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر مثل ماں بیٹی کے ہے تو اس میں بعض صورتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے جس کی تفصیل ضرورت کے وقت علماء سے معلوم ہو سکتی ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام کو اس میں شبہ رہتا ہے کہ حالتِ حیض میں

نکاح شاید درست نہیں ہوتا سو یہ شبہ بے اصل ہے۔ اس حالت میں بھی نکاح درست ہوتا ہے البتہ ناف سے زانو تک اس حالت میں دیکھنا ہاتھ وغیرہ لگانا درست نہیں۔

مسئلہ۹: عوام الناس ممانی اور چچی اور سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے سو یہ اعتقاد باطل ہے اور یوں کوئی لحاظ کی وجہ سے ان رشتوں سے نکاح نہ کرے وہ اور بات ہے۔

مسئلہ۱۰: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ غصہ میں یا دھمکانے کی نیت سے اگر طلاق دیدے تو طلاق نہیں پڑتی سو یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۱۱: عوام میں مشہور ہے کہ دونوں عید کے بیچ میں نکاح نہ کیا ۱۸
جائے کیونکہ میاں بیوی کا نباہ نہیں ہوتا۔ سو یہ خیال خلافِ شریعت ہے۔

خرید و فروخت، کرایہ، رہن، حق شفعہ وغیرہ

مسئلہ۱: مشہور ہے کہ غلہ کی تجارت ناجائز ہے مگر یہ امر بالکل غلط ہے البتہ جب قحط کی ایسی حالت ہو کہ غلہ کسی قیمت سے بھی دستیاب نہیں ہوتا ہو اور اب اس کے نہ بیچنے سے خلائق کو تکلیف ہونے لگے ایسی حالت میں غلہ روکنا حرام ہے۔

مسئلہ۲: مشہور ہے کہ کسی چیز کے خریدنے کے بعد بائع سے کچھ زیادہ مانگنا گناہ ہے جسکو رونگا کہتے ہیں۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ بائع کو تنگ کرنا حرام ہے لیکن اگر خوشی سے دیدے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ۳۔ بعضے زمیندار سمجھتے ہیں کہ خودرو گھاس محض روکنے سے ملک ہو جاتی ہے اور اسکا فروخت کرنا درست ہے یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں
مسئلہ۴۔ یہ بھی بعضے زمینداروں کو کہتے سنا ہے کہ پھل آنے سے پہلے بہار کا بیچنا ویسے تو درست نہیں لیکن اگر اس بیع کے ساتھ کچھ زمین کا ٹھیکہ یعنی اجارہ بھی شامل ہو۔ تو درست ہے سو یہ بات بالکل غلط ہے اس اجارہ سے وہ بیع درست نہیں ہو جاتی۔
مسئلہ۵۔ عام زمینداروں کا یہ خیال ہے کہ اگر رہن میں راہن زمین مرہونہ کے منافع کو حلال کر دے تو وہ حلال ہو جاتا ہے سو یہ بالکل صحیح نہیں بلکہ جب رہن میں انتفاع مشروط یا معروف ہو گا حرام ہو گا۔
19 مسئلہ۶۔ بعضے عوام گدھے اور گھوڑے کی جفتی کو برا سمجھتے ہیں سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں البتہ اس کی اُجرت لینا جائز نہیں۔
مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ حق شفعہ رشتہ دار جدی کے ساتھ خاص ہے سو یہ محض غلط بات ہے۔
مسئلہ۔ بعض عوام میں مشہور ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے اگر اپنی جائداد کا جزو یا کل کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو اس کے نافذ ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جائداد اس واہب کی یکسوئی ہو اگر جدی ہو تو جائز نہیں یہ محض غلط ہے مکسوب و موروث کا شرعاً ایک ہی حکم ہے۔

شکار و ذبح کا بیان

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ ذبح کرنیوالے کی بخشش نہ ہو گی سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۲۔ بعضے کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جاوے اس کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں سو یہ محض غلط ہے۔ مسئلہ۳ مشہور ہے کہ ولد الزنا کا ذبیحہ درست نہیں سو یہ محض غلط ہے

مسئلہ۴ بعض عوام عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے سو یہ محض غلط ہے

مسئلہ۵۔ بعضے عوام میں مشہور ہے کہ ذابح کے معین پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۶۔ بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ ذبح کی اعانت کرنیوالا مثلاً جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔

مسئلہ مشہور ہے کہ جب انڈا توڑا جاتا ہے تو اس پر پہلے یہ

۲۰ تکبیر پڑھ لی جائے ؎ سفید انڈا تر بتر۔ نہ اس کے ٹانگیں نہ اس کا سر سنت خلیل اللہ اکبر سو اس کی اصل نہیں۔

مسئلہ مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں سو یہ غلط بات ہے۔

لباس و زینت و پردہ

مسئلہ۱۔ عوام میں مشہور ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ نہیں سو یہ محض غلط ہے جیسے اور مرد ہیں ایسا ہی پیر ہے۔

مسئلہ۲۔ بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک بھی ناخن میں مہندی نہ ہو اس کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۳۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ نیا جوتا اور نیا کپڑا پہننے سے

اسکے ذمہ حساب ہو جاتا ہے۔ لیکن رجب سے رمضان کے آخری جمعہ تک یا آخری جمعہ کو پہننے سے وہ بےحساب ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے نئے کپڑے اسی مدت میں پہن لے۔ بعضے کئی کئی جوڑے ایکدم پہن لیتے ہیں۔ سو یہ سب محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴ بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کے بائیں ہاتھ میں کوئی نشانی عورت ہونیکی جیسے چوڑی، چھلہ ہونا ضروری ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵ بعض عورتیں صرف عدت میں نامحرم سے سر ڈھانپنے کو لازم سمجھتی ہیں۔ اور ویسے نہیں یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۶ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ عمامہ باندھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور بعضے بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسکی کوئی اصل نہیں۔

سلام مصافحہ، اٹھنا بیٹھنا، ملنا چلنا (معاشرات) ۲۱

بعض لوگ سلام علیک کرتے وقت ماتھے پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں یا جھک جاتے ہیں اور بعض مصافحہ کر کے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہیں یہ سب خلاف شرع اور بے اصل ہے

کھانا پینا

مسئلہ ۱ مشہور ہے کہ دعوت میں سے بھوکا اٹھنا منع ہے سو اس کی کوئی اصل نہیں

مسئلہ ۲ بہت مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب سمجھتے ہیں سو اس کی کوئی اصل نظر سے گذری نہ کسی محقق سے سنا۔

مسئلہ ۳ بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ گوشت مکروہ ہو جاتا ہے۔ سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۴ اکثر عورتیں مردوں سے پہلے کھانا کھانے کو شرعاً معیوب سمجھتے ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۵۔ اکثر عوام میں دستور ہے کہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت دوسرے شخص کو کھانا کھانے کے لئے بلاتا ہے اور اس کو منظور نہیں ہوتا تو اس کے جواب میں کہا کرتے ہیں کہ بسم اللہ کرو بس چونکہ اس موقع پر اس لفظ کا استعمال کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے لہذا ترک کر دینا چاہیئے۔ اور اس کی جگہ اور کلمے جیسے بارک اللہ وغیرہ کہہ دینا چاہیئے۔

شگون و فال

مسئلہ۱۔ بعضے کہتے ہیں کہ فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ سو یہ محض بے اصل ہے۔ ۲۲

مسئلہ۲۔ بعض طلبہ کو سبق کے باب میں اس کا معتقد دیکھا ہے۔ اذا فات السبت فات السبت سو اسکو اگر قضیہ اتفاقیہ سمجھا جاوے تو خیر لیکن لزومیہ سمجھنا بے اصل اور اختراع ہے در شعبہ ہے تاثیر ایام کے قائل ہونیکا جو شعبہ ہے نجوم کا۔

مسئلہ۳۔ اسی طرح بعض طلبہ کو بدھ کے روز کتاب شروع کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کو کسی روایت کی طرح مستند سمجھتے ہیں سو اس بات میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

مسئلہ۴ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی مصیبت رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ سو یہ محض غلط خیال ہے

مسئلہ ۵۔ بعض عوام صبح کے وقت کسی مقام جیسے انوتہ۔ کیرانہ وغیرہ یا کسی جانور جیسے سانپ، سور وغیرہ کے نام لینے کو منحوس اور برا سمجھتے ہیں یہ بالکل لغو بات ہے

مسئلہ ۶۔ بعضے عوام کسی خاص دن یا کسی خاص وقت میں سفر کرنے کو برا یا اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ کفار یا نجومیوں کا اعتقاد ہے۔

مسئلہ ۷۔ اکثر عوام کہتے ہیں کہ ہتھیلی میں خارش ہونے سے مال ملتا ہے اور تلوے میں خارش ہونے سے یا جوتے پر جوتا چڑھنے سے سفر درپیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل بات ہے۔

مسئلہ ۸۔ بعض عورتیں مکان کی منڈیر پر کوے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شگون لیتی ہیں۔ یہ خیال گناہ ہے۔

مسئلہ ۹۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ ڈوئی مارنے سے ہوکا ہو جاتا ہے یعنی جسکے ڈوئی ماریجائے وہ کھانا زیادہ کھانے لگتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ ۳

مسئلہ ۱۰۔ عوام میں رائج ہے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے جھاڑو لگ جائے تو وہ معیوب سمجھتا ہے اور برا مان کر کہتا ہے کہ میں کنوئیں میں نمک ڈال دوں گا جس سے تیرے منہ پر جھائیاں پڑ جائیں گی۔ یہ بھی محض بے اصل ہے

مسئلہ ۱۱۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جھاڑو مارنے سے مضروب علیہ کا جسم سوکھ جاتا ہے۔ جھاڑو پر تھنکار دو سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ ہمارے یہاں مروج ہے کہ جب کوئی آدمی کہیں جا رہا ہو اور اسکو پیچھے سے بلایا جائے تو وہ لڑائی لڑنے پر تیار ہو جاتا ہے کہ مجھے پیچھے سے تم نے کیوں بلایا ہے کیونکہ میرا کام نہیں ہوگا سو اس بات کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۳ - ہمارے یہاں عورتیں کوے کے بولنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں سو یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۴ - ہمارے یہاں عورتیں چکی کا ہاتھا چھوٹنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں۔ سو یہ مہمل بات ہے۔

مسئلہ ۱۵ عموماً عورتوں میں مشہور ہے کہ صحنک سے آٹا اڑنے سے مہمان آتا ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۶ - بعض لوگ جوتے پر جوتا چڑھ جانے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیتے ہیں سو یہ بے اصل اور لغو بات ہے۔

مسئلہ ۱۷ مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہونے سے کچھ ملتا ہے
۲۴ اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۸ - ہمارے یہاں ایک شعر مشہور ہے ؎ منگل، بدھ نہ جاویں پار، جوتی باڑی آویں باڑ، اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۹ - لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مرغا اذان دے تو اس کو فوراً ذبح کر لو۔ کیونکہ یہ اچھا نہیں سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۲۰ - لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دو کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے۔ سو یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ ۲۱ - اگر مریض کے لئے دو آدمی حکیم کو بلانے جاویں تو اُسے بُرا سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اب مریض صحتیاب نہیں ہوگا سو یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ ۲۲ - جب کوئی نئی دلہن کوئیں پر پانی لینے جاوے تو اسکو تاکید

کیجاتی ہے کہ پہلے کنوئیں پر چراغ جلایا جاوے پھر پانی لایا جاوے سو یہ غلط بلکہ شرک ہے

مسئلہ ۳۳۔ دستور ہے کہ جب کہیں کوئی جا رہا ہو اور کوئی چھینک دیوے تو جانے والا واپس چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا۔ سو یہ غلط ہے۔

متفرق مسئلے

مسئلہ ۱۔ عوام میں مشہور ہے کہ روپے نے بہت دنوں تک (یا عزیز) کا وظیفہ پڑھا ہے۔ سو اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا برا ہے اور اسکی وجہ یہ تصنیف کی ہے کہ مرتے وقت یہی وقت نظر آتا ہے اور شیطان پیشاب کا پیالہ پینے کیلئے لاتا ہے سو اگر کھانے پینے کی عادت نہ ہوگی تو انکار کر دیگا۔ شرع میں اسکی بھی کوئی اصل نہیں 25

مسئلہ ۳۔ مشہور ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا درست نہیں یزید نے ہاتھ میں رکھا تھا۔ یہ بھی محض غلط ہے مسئلہ ۴۔ مشہور ہے کہ جھاڑو کی لکڑی کا استعمال درست نہیں سو یہ بھی محض غلط ہے۔ مسئلہ ۵۔ مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے مرید نہ ہوں ورنہ بہن بھائی ہو جاتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۶۔ مشہور ہے کہ حرام مال مطلقاً مول لینے سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے اسطرح بدل لینے سے حلال ہو جاتا ہے مثلاً کسی نے کوئی چیز چرائی یا پھل آنے سے پہلے بہار خریدلی پھر وہ چیز یا پھل بازار میں فروخت ہونے کیلئے آیا تو بعضے آدمی یوں سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے دام دے کر مول لیا تو وہ ہمارے لئے درست ہے اسی طرح اگر کسی نے رشوت لی پھر کسی سے روپیہ بدل لیا تو یوں

سمجھتے ہیں کہ بدلہ کا روپیہ درست ہو گیا۔ سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں وہ مسئلہ اور ہے جس کو لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔

مسئلہ۸ مشہور ہے کہ ڈھیکلی کا پانی پینا درست نہیں سو یہ بھی محض غلط ہے

مسئلہ مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت نہ ہلائے کہ وہ بے چین ہوتا ہے یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۹ مشہور ہے کہ تسبیح اس طرح سیدھی اس طرح اُلٹی اور اسطرح پڑھے اور اسطرح نہ پڑھے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ۱۰ مشہور ہے کہ سوتے میں قطب شمالی کی طرف پاؤں نہ کرے سو اسکی کچھ اصل نہیں۔

۲۶ مسئلہ۱۱ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر بلی نقصان بھی کرے تو بس صرف موسل میں گلا اور دوئی کا باندھ کر مارنا درست ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح مارا تھا۔ تو یہ مسئلہ اور حدیث دونوں غلط ہیں مسئلہ۱۲ غسلخانہ اور پاخانہ میں بات کرنے کو عوام ناجائز سمجھتے ہیں سو اسکی کچھ اصل نہیں۔ البتہ بلا ضرورت باتیں نہ کریں

مسئلہ۱۳ عوام میں بعض اعمال چور کے معلوم کرنے کے لئے جائز اور حجت سمجھتے ہیں سو سمجھ لینا چاہیئے۔ نہ جائز ہیں۔ نہ شرعاً حجت ہیں۔ اور جس فن کا وہ عمل ہے۔ اُس کے اصول سے وہ عمل قابل اعتماد نہیں وہ بالکل خیال کے تابع ہے حتیٰ کہ اگر دو عامل مختلف دو شخصوں پر گمان چوری کا رکھتے ہوں تو ہر عامل کے عمل کا الگ الگ نام نکل آوے گا۔ بلکہ ان عاملوں کا فرضی نام بھی بتلا دیئے جاویں تو اس عمل سے وہی نام نکل آویں گے جس سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمل کوئی چیز نہیں۔

مسئلہ ۱۴ - یہ عادت بہت شائع ہے کہ اگر نعوذ باللہ قرآن مجید کی بے ادبی ہو جائے تو اس کے برابر اناج تول کر تصدق کرتے ہیں اس میں اصل مقصود تو بہت مستحسن و قرین مصلحت ہے کہ بطور کفارہ اور جرمانہ کے صدقہ دیا جاتا ہے اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابل اصلاح ہیں ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں اناج کے برابر کرنے کے لئے رکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اسکو واجب شرعی سمجھتے ہیں اگر ایسا کریں کہ محض مصلحت مذکورہ کی بنا پر تخمینہ سے کچھ غلہ دیدیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۱۵ - بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کو استرہ سے ناپاکی کے بال لینا منع ہیں سو یہ غلط بات ہے طبعاً مناسب نہ ہو مگر شرعاً گناہ نہیں۔ ۲۷

مسئلہ ۱۶ - بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنیکو یا دوسرے کے کنگھا کرنے کو اگرچہ باجازت ہو برا سمجھتے ہیں۔ اسکی کچھ اصل نہیں

مسئلہ ۱۷ - بعض سے مہر کے بارے میں سنا گیا ہے کہ اذا ثنی ثلث یعنی اگر کسی ضرورت سے دوسری بار مہر لگانا پڑے تو تیسری بار بھی ضرور لگادے اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ بعض کو خاص استخارہ اس غرض سے بتلاتے دیکھا ہے کہ اس سے کوئی واقعہ ماضیہ یا مستقبلیہ معلوم ہو جاوے گا سو استخارہ اس غرض کیلئے شریعت میں منقول نہیں بلکہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے نہ کرنے کا تردد رفع کرنے کے لئے ہے نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لئے بلکہ ایسے استخارہ کے

مدہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۹۔ بعض عاملوں کو گو وہ اہل علم ہی ہوں بعض عملیات میں وغیرہ کی قید کی رعایت کرتے ہوئے دیکھا ہے سو یہ شعبہ نجوم کا ہے۔ واجب الترک ہے۔ اور یہ خیال کہ یہ عمل کی شرط ہے محض غلط ہے۔ میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے اور پھر بھی بفضلہ تعالیٰ اثر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ عمل کا اثر زیادہ تر خیال سے ہوتا ہے ان قیود کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ سب دعوے ہیں عاملوں کے۔

مسئلہ ۲۰۔ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرا دینے سے قیامت کے دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ جمائی آنے پر ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ یہ غلط ہے البتہ حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ اسوقت ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان پیٹ میں گھس کر ہنستا ہے

مسئلہ ۲۲۔ مشہور ہے کہ مریض کے لئے جب حکیم کو بلانے جاؤ تو گھوڑے پر زین مت لگاؤ۔ سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۲۳۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ سورہ دم کر کے آنکھوں میں سرمہ لگانا چاہئے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

*****